المؤسس حجۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

فروری
1964

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 58 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمدود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضِ روحانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالیجناب مولانا الحاج حافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بظلِ حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی، مذہبی،
شریعت و طریقت کا علمبردار، صوفیائے کرام کی جان
اور علمائے امت کا مرغوبِ قلب رسالہ

ماہنامہ قصور

انوار الصوفیہ

فروری ۱۹۶۴ء ۔ رمضان المبارک ۸۳ھ

جلد ۵۶ ۔ شمارہ ۵

بدل اشتراک :- سالانہ ۵ روپے، فی کاپی ۵۰ پیسے

سرپرست حضرات سے تیس روپے ۔ معاونین کرام سے بیس روپے

نگران :- منبعِ رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری

مدیر معاون : مولانا عبدالعزیز صاحب مرتضائی قصوری

اس شمارہ میں

مقام اشاعت

قصور ۔ کوٹ عثمان خان

لاہور آرٹ پریس لاہور

نعت شریف

از حضرت مائل پیلی بھیتی ...... للہ کا نفی

اللہ خود ہے جس کا ثنا خواں، تمہیں تو ہو ؛ گویا ہے جس کی نعت میں قرآن تمہیں تو ہو

ہو تم ہی عین نور جہان کثیف میں ؛ جس کا نہیں جواب وہ انسان تمہیں تو ہو

روشن ہوا جو مہر تجلائے نور سے ؛ میرے حضور وہ مہ تاباں تمہیں تو ہو

جس کی جھلک نے دونوں جہاں جگمگا دیئے ؛ وہ خاص نور جلوہ یزداں تمہیں تو ہو

چوتھے فلک پہ پہنچے جو۔ عیسٰی وہی تو ہیں ؛ عرش بریں پہ جو ہوئے مہمان تمہیں تو ہو

قوسین کی طرح جو خدا کے قریب تھا ؛ موسٰی نبا۔ نہ شیشۂ حیران تمہیں تو ہو

واللہ روح علم ہے جس کا عمل عمل ؛ ہے جس کا حرف، حرف دلبستان تمہیں تو ہو

دنیا میں ایک نسخۂ الفقر فخر سے ؛ منگتوں کو جس نے کر دیا سلطان تمہیں تو ہو

کشتی پہ میری کیوں نہ ہو اللہ کی اماں ؛ اللہ کے حبیب نگہبان تمہیں تو ہو

مژدہ تمہارا کیوں نہ سناتا ہر اک نبی ؛ سالار انبیاء شہ ذیشان تمہیں تو ہو

لولاک کی پھبن سے یہ مائل سمجھ گیا
ختم رسل رسول رسولاں تمہیں تو ہو

توحید کا گلشن

از ابو طیب محمد عبد العزیز عاجز کوٹ جعفر

ازل میں نور احمدؐ سے بسا توحید کا گلشن ؛ رسالت سے پھلے پھولے سدا توحید کا گلشن

زمانوں کے مراحل طے کیئے تب یہ وقت آیا ؛ خدا کی طرف سے ہم کو ملا توحید کا گلشن

رضائے حق رضائے مصطفٰےؐ سے ہو گئی حاصل ؛ نبوت میں سراپا چھپ گیا توحید کا گلشن

محمد مصطفٰےؐ کی سنت عالی کے ہیں صدقے ؛ کہ جس کی برکتوں سے کھل گیا توحید کا گلشن

منور کر دیا ظلمت کدہ دل اشاروں میں ؛ کیا یونہی "محمدؐ" نے صفا توحید کا گلشن

اگر باطن تیرا بیمار ہو تو تجھ کو بتلاؤں ؛ ترے امراض کی کامل دوا توحید کا گلشن

اے عاجز تجھے عشق محمد مصطفٰےؐ دے دیں
تو فوراً ہو عطا صلِّ علیٰ توحید کا گلشن

بمسرت ورودِ مسعود معین الملت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین مدظلہ العالی جماعتی علی پوری

نسب میں سلسلہ جن کا ملا ہو پیغمبرؐ سے — ہیں وابستہ وہ دامان شفیعؐ روز محشر سے

بھلا کیا جانے ان کی رفعتوں کو کوئی دنیا میں — ہے نسب جن کو اولاد علیؓ آل پیغمبرؐ سے

ہے وہ بھی معجزہ اک قوت ایمان حیدرؓ کا — شہادت دیتی ہے تاریخ جس کی جنگ خیبر سے

کلام اللہ پر جن کا عمل ہو ان کا کیا کہنا — مقدر ان کے جن کو ہے محبت آل اطہر سے

معین ملت ہے جن کا خطاب اعلیٰ دنیا میں — ہیں مشہور جہاں حیدر حسین اسم منور سے

نواسے ہیں امیر ملت شاہ جماعتؒ کے — سراپا ہم شبیہ ہیں ملتے جلتے ذات اطہر سے

رہے ہیں یہ ہمیشہ صحبت نانا ہیں ماموں میں — نہ ہو کیوں مرتبہ ان کا دو بالا ماہ و اختر سے

ہے دامادی کا حاصل فخر ان کو شمس ملت کی — بلند ہے ان کا ہم عصروں میں درجہ نام حیدر سے

بیاں کیوں کر کروں میں ان کے اوصاف حمیدہ کا — ہیں روشن ان کے خود اکمال حسنہ مہر انور سے

شریعت کے وہ پابند اور حامی ہیں طریقت کے — خدا رکھے صدہا سال محفوظ ان کو ہر شر سے

سخاوت میں نہیں ہے ان کا ہمسر اس زمانے میں — ہے ان کے آگے شرمندہ مخیر بھی تحیر سے

ادائے فرض حج کا سات بار اعزاز ہوا حاصل — ملا ہر وقت فیض ان کو رسول اللہ کے در سے

ہوا کرتا ہے وعظ ان کا کچھ اس انداز دلکش میں — کہ جیسے کرتا ہے منہ میٹھا کوئی شیر و شکر سے

بیان آیت قرآں وہ جب کرتے ہیں مجلس میں — فضائیں ساری بس جاتی ہیں بوئے عطر و عنبر سے

وہ رد میں قادیانی اور وہابی کے عقائد کی — مدلل کرتے ہیں تقریر وہ بہتر بھی بہتر سے

مرید و معتقد یا ہو عزیز و اقربا کوئی..... — ہر اک کو فیض ملتا ہے اسی دربار حیدر سے

رخ انوار کو ان کے دیکھنا بھی اک عبادت ہے — سعادت ملنے والے کو یہ ملتی ہے مقدر سے

خدا کا شکر آپ آئے تمنا دل کی بر آئی..... — بڑی مدت سے شاہا آپ کے دیدار کو ترسے

ہوں میں بھی دامن شاہ جماعتؒ سے وابستہ
عطا ہو جائے اب فیاض کو کچھ آپ کے در سے

اولیاء اللہ کے خادم بنے رہو (آنحضرتؐ کی عنایت)

● —— از قلم شاعرِ حقیقت حضرت مولانا درد کاکوروی مدظلہم العالی۔ کراچی، عزیز آباد

عارفِ جامی نے ہے نفحات میں — ایک قصہ ہے لکھا درجات میں
ایک صاحب کا ابو جعفر تھا نام — ہو گئے مقصد میں اپنے شاد کام
شب میں آنحضرت کو دیکھا ایک بار — ہوں درود۔ اللہ کے اُن پر ہزار
یعنی اک محفل کے حضرتؐ صدر ہیں — سب ستارے۔ آپ مثلِ بدر ہیں
صوفیہ اک جماعت منتخب — پاس ہی بیٹھی ہوئی ہے با ادب
اس زمین پر آسمان سے ایک دم — اک فرشتہ آ رہا ہے با حشم
طشت ہے اور آفتابہ ہاتھ میں — لطف و فضلِ حق تعالےٰ ساتھ میں
ان بزرگوں کے دھلائے ہاتھ پھر — جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے منتظر
شیخ ابو جعفر یہ کہتے ہیں کہ سب — دھو چکے ہاتھ آئی باری میری جب
تو یہی کہنے لگے کچھ ہم نشیں — طشت اٹھا لو۔ یہ تو ہم میں سے نہیں
طشت اٹھا کر جیسے ہی وہ لے چلا — تو ادب سے عرض میں نے یہ کیا
میں تو ادنیٰ امتی ہوں آپ سے — یا رسول اللہ یہ میری عرض ہے
میں نہیں اللہ والوں میں مگر — دوست رکھتا ہوں انہیں خیر البشر
تو ہوا اسپر یہ ارشادِ حضورؐ — عارفِ حق شافعِ یوم النشور
اس جماعت سے ہے جس کی دوستی — تو انہیں میں سے ہے ایسا شخص بھی
طشت پھر لایا گیا اس واسطے — اور دھلائے ہاتھ خادم نے مرے
میری جانب دیکھکر حضرتؐ ہنسے — ہنس کے پھر یوں شاد فرمایا مجھے
سن لے ہم کو دوست رکھتا ہے اگر — تو ہمارے ساتھ ہے، باصد ظفر

درد جس کو اولیا کر لیں قبول
ہے وہی مقبولِ اللہ و رسول

سوانح عمری

حافظ انور علی صاحب رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

اس رابطہ کی بابت جس جس طریقت کے بزرگوں نے فرمایا ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ فرمایا پیر کی صحبت میں کثرت سے حاضر ہونے سے اور پیر کی صورت کے تصور سے اور خلوت اور غیبت میں تصور جمانے سے پیر کی روح پاک سے سچی محبت جو مرید کے دل میں پیدا ہوتی ہے ۔ اس کو رابطہ کہتے ہیں یہ سچا اور پاک محبت کا رابطہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چلا آتا ہے ۔ حضرت رسول مقبول خدا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے طریقت کے پیر بھی تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھی تھے ۔ اور طریقت کے مرید بھی تھے ۔ شریعت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سچی محبت کا رابطہ حضرت احمد مجتبےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ رکھتے تھے یہ رابطہ کا طریقہ انکا ہی ہے ۔ جو ہمارے طریقے نقشبندیہ میں ہے ۔

نقشبندیہ طریقے والے ان کے ہی قدم بقدم ظاہر و باطن میں چلتے ہیں ۔ اور اس طریقے سچی پاک محبت کی نسبت کے انوار اور احوال پاتے ہیں ۔ اور اس سے نورانی ہوتے ہیں ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (المومن مرآۃ المومن) مومن مومن کے دل کا آئینہ ہوتا ہے ۔ اور فرمایا ۔ سب نقشبندیہ اور طریقے اس نسبت حبی میں گم ہیں ۔ یہی پاک سچی محبت حبی نسبت اصلی مقصود تک پہونچا سکتی ہے ۔

فرمایا خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ جو ہمارے پیروں میں ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ حبی نسبت کو ہمارے طریقے میں رابطہ کہتے ہیں ۔ اور ایک جگہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بہرہ ۔ فرماتے ہیں ۔ (سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق) یعنے پیر کا سایہ جو اسکی مثالی صورت کا سایہ اللہ کے ذکر سے زیادہ فائدہ پہونچانے والا ہے ۔ کس لئے کہ مرید طالب حق کا اپنے سے اللہ سے جس کا ذکر ابھی کرنے لگا ہے ۔ دل کی پاکی نہ ہونے سے مناسبت کامل حاصل نہیں ہوئی جس سے پورا انفع اللہ کے ذکر سے پہونچے جب پیر کی صورت مثالی کے تصور سے اور پاک محبت سے مرید کے دل میں پاکی پیدا ہو جاتی ہے ۔ تب پیر کی صورت مثالی کا سایہ ہی مرید کو اللہ سے ملاتا ہے ۔ تصور پیر ہی مبتدی کے لئے موصل الی اللہ ۔ اللہ سے ملانے والا ہے ۔ ذکر اس وقت اللہ سے ملانے والا نہیں ہوتا ۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ ایک مرید مولانا تاشکندی نے ایسے رابطہ کی مشق کرتے کہ صورت مبارک پیر کی ہر وقت دیکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہر وقت صورت پیر سامنے رہنے لگی ۔ اور نماز میں بھی ان کا یہ ہی حال تھا ایک مولوی صاحب نے اُن کا یہ حال دیکھا تو فرمایا

خبردار ہو نماز میں صورت وتصور کیا ایسا کرو گے تو نماز نہیں ہوگی کافر ہو جاؤ گے۔ مولانا تاشکندی نے اُن کو جواب دیا کہ ہمارے پیروں نے فرمایا ہے۔ اور شعر میر سید حسنی رحمۃ اللہ کا پڑھا۔ زا سرو گے کہ چشم تست احول۔ معبود تو لست پیر اول۔ ترجمہ چونکہ ابھی تیری آنکھ بھی احول ہے۔ وہ دیکھ رہی ہے۔ اسلئے جب تک تیرا بھگاپن نہ جائے تیرا پیر ہی تیرا معبود اصلی مقصود ہے۔

جب اس امر کی خبر حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ کو ہوئی کہ مولانا فرکتی نے ایسا کہا تو مولانا فرکتی کو ملنے کے وقت فرمایا کیوں صاحب نماز میں کبھی شخص کا دل مال اسباب لونڈی غلام کی طرف جائے تو کافر نہیں ہوتا اور اگر ایک مومن کا دل کسی مومن سے رابطہ رکھتا ہو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مولانا نے اپنے کلام پر بہت شرمندگی ظاہر کی اور مرید ہو گئے۔ اسی طرح حضرت مجدد صاحب امام ربانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کی تصور شیخ میں ایسی مشق بڑھ گئی تھی کہ پیر صاحب کی صورت مثالی نماز میں آنے لگی اور سجدہ کرتے وقت بھی سامنے رہنے لگی۔ یہ حال اپنے پیر صاحب کو لکھا حضرت مجدد الف ثانی صاحب رضی اللہ عنہ اُس کو فرمایا یہ کیفیت تو بڑی دولت ہے۔ جو تمکو ملی ہے۔ خدا کے طالب اس دولت رابطہ یعنی محبت کی تمنا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی ہم کو بھی دولت رابطہ خدا کی طرف سے نصیب ہو۔ ہزاروں سے کسی خوش نصیب قسمت والے کو یہ دولت رابطہ ملتی ہے۔ ایسے رابطہ والا مرید اپنے پیر سے پوری مناسبت اور تھوڑی محبت سے پیر کے سارے اثر کو کھینچ لیتا ہے۔ اور یہ پیر کی صورت تو ایسی ہے۔ جیسی مسجد کی محرابیں دیواریں سجدہ کے سامنے ہوتی ہیں۔ اور سجدہ میں کوئی حرج نہیں ہوتا ہے۔

فرمایا ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک مرید کو لکھا کہ ہمارے طریقہ نقشبندیہ کا سلوک الی اللہ پیر کی سچی محبت رابطہ سے بندھا ہوا ہے۔ اور اس رابطہ سے مرید پر ہر گھڑی اور ساعت اپنے پیر کی رنگ سے رنگا جاتا ہے۔ مکتوب ۲۶۰ شستم۔

فرمایا عبد القدوس گنگوہی فرماتے ہیں۔ من القلوب الی القلوب روزنۃ۔ ترجمہ۔

دل سے دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ دل صرف گوشت کا ٹکڑا ہی نہیں ہے صرف گوشت کا دل کا ٹکڑا تو بہائم کا ہوتا ہے۔ اصلی دل انسان رکھتا ہے۔ اور ان میں مومن رکھتا ہے۔ عارف رکھتا ہے۔ ایسے دل کی طرف ہی اللہ تعالٰی کے کلام پاک میں خطاب ہے۔ کہ دل انوار ربانی ہے۔ جو آدمی کے بدن میں امانت رکھا ہوا ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کے ساتھ اپنے دل کا رابطہ رکھے تاکہ معرفت ربانی کی دولت اور اسرار سبحانی کی نعمت کو پہنچے فرمایا۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رحمۃ اللہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں۔ قلب کا ارتباط یعنی رابطہ اپنے پیر سے رکھنا مرید کے لئے طریقت میں بہت ہی ضروری ہے۔ جب تک مرید صادق اپنے قلب کا رابطہ اپنے پیر سے نہ رکھے گا۔ طریقت کا کچھ بھی کام نہ بنے گا۔

فرمایا۔ ذکر کے وقت تو مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کی صورت روحی مثالی کو اپنے خیال میں رکھے کیونکہ پیر کی روح غیر مقید ہے۔ کسی مکان و زمان میں قید نہیں ہے۔ اور بوجہ آزادی ہر جگہ ہر مقام جہاں خیال کرو وہاں موجود ہو جاتی ہے۔

فرمایا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ بھی اپنے مریدوں کو اپنی صورت کا تصور کرنا فرماتے تھے۔ فرمایا حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد صاحب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہ جب حجاز کے دوسرے سفر پر گئے تو ہمراہ حضرت خواجہ والد صاحب قدس سرہٗ نے اس سفر میں ایک مخلص مرید کو مراقبہ میں بھی اپنی صورت کے تصور کرنے کو فرمایا تھا کہ ہماری صورت کو اپنے خیال میں رکھا کرو کیونکہ یہ طریقہ جذبہ کا ہے۔ اور اس میں جلال اور جمال کی صفتیں ہیں۔ اور ذکر بھی بتایا۔

اسی طرح بہت سے بزرگوں نے احوال اور اقوال کے حوالے دیگر رابطہ کی بابت فرمایا اور بہت سے حقائق اس کے ضمن میں فرمائے۔

اور فرمایا۔ کہ تم اپنی انجمن کا ایک رسالہ لکھو اس میں تمام ان بزرگوں کے اقوال لکھو جن کا ذکر پہلے تمہارے سامنے کیا ہے اور اس کا نام رابطہ شاتم رکھنا اسی اثنا میں ایک بہن نے عرض کیا کہ یا حضرت پیر صاحب اگر کسی مرید کا اس حالت میں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کسی وجہ سے فتور اور کمی آ جائے تو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا اس کا علاج توبہ اور استغفار ہے۔ اور اللہ کے جناب میں گڑگڑائیں اور عاجزی کریں اور اپنے پیر صاحب کی جانب جو اس دولت کے حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔ پورے طور سے متوجہ ہوں۔

فرمایا رابطہ کی کمی اور فتور دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک کوئی گناہ یا اللہ کی نافرمانی ہو جائے۔ اس سے رابطہ میں فتور ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں بھی عاجزی استغفار کر کے اللہ کے جناب میں توبہ کرنی چاہیئے تا کہ اللہ کے کرم کے اثر سے اس گناہ کا اثر دور ہو جائے دوسری وجہ فتور رابطہ کی قبض کی بھی ہوتی ہے۔ کہ قبض کی وجہ سے کبھی نسبت باطن گھٹ جاتی ہے کبھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ باطن کے اڑنے کے لئے دو پر ہیں ایک قبض دوسرا بسط جب نسبت میں قبض پیدا ہو تو ایک سبب تو نسبت میں کدورت آنے کا خراب صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے بھی اپنی پیر کی صحبت میں بار بار حاضر ہونا اور دل سے پیر کی خوشنودی میں اس خیال سے توبہ کرنی چاہیئے۔ دوسری وجہ فتور میں قبض ایک مقام کے بند ہونے اور دوسرے مقام کے کھلنے تک ہوتا ہے۔ اس کا علاج بھی یہی ہے۔ کہ پیر کی خدمت میں بار بار جائے توجہ میں بیٹھے جس سے اگلا مقام کھل جائے اور بسط ہو جائے اور پھر وہ ہی حال ہو جائے۔ اس فتور سے جو قبض کی وجہ سے گھبرانا نہیں چاہیئے ہاں جو فتور گناہ اور صحبت بد کے اثر سے ہو اور اس سے باطن میں قبض ہو تو اس کا علاج توبہ استغفار ہی ہے۔ فرمایا حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک مکتوب میں فرمایا ہے۔ کہ سالک طالب کے اڑنے کیلئے بھی بسط اور قبض دو بازو اللہ پاک نے فرمائے ہیں کبھی اپنے وقت پر غیب سے ایک بازو کھلتا ہے۔ کبھی دوسرا کھل جاتا ہے۔

فرمایا کہ اگر کبھی رابطہ میں فتور تمکو بھی معلوم ہو تو اس کا علاج یہی ہے۔ کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا توبہ

لینا سب خیال دل سے دور کر کے پیر کی صورت کا تصور رکھنا۔ ذکر شغل مراقبہ میں رہنا احد اللہ کے حضور میں عاجزی
سے گڑگڑانا اور توبہ کرنا یہی اس فتور کا علاج ہے یہ چلہ لفت سلام کے بعد ختم ہوا میرا ایک پیر بھائی یعنی ابا جان صاحب قدس
سرہٗ کا مرید لاہور کا رہنے والا تھا اُسکی قوت تصور ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ کبھی پیر کی مثالی صورت اُسکی آنکھوں سے
دور نہ ہوتی تھی اُس کا قصہ اسطرح ہے۔ کہ ایک روز میرے بڑے بھائی جان صاحب نے ابا جان سے عرض کیا ابا جان
ہمارے اسکول میں ایک لڑکا ہے۔ جو کبھی اسکول آکر نہیں پڑھتا کھیلتا رہتا ہے۔ مگر امتحان میں نمبر اوّل آتا ہے۔ ابا جان
نے فرمایا کہ اُس لڑکے کو ہمارے پاس لانا۔ دوسرے روز چھٹی کے بعد بھائی جان صاحب اُس لڑکے کو لیکر آئے
ابا جان صاحب قدس سرہٗ نے اُس سے فرمایا کیوں میاں لڑکے تم پڑھتے نہیں کھیلتے رہتے ہو اور امتحان میں نمبر اوّل
آتے ہو۔ اُس نے عرض کیا جی ہاں وجہ یہ ہے۔ کہ مضمون کتاب کو میں ایک نظر دیکھ لیتا ہوں کبھی نہیں بھولتا اور جس
وقت جہاں سے کتاب کو تصور لاتا ہوں وہی مضمون آنکھ کے سامنے آجاتا ہے۔ پھر ہر روز پڑھکر کیوں وقت
ضائع کروں امتحان کے ممتحن جو سوال کرتے ہیں میں اُس مضمون کا تصور کرتا ہوں اور جواب ہوا جواب صحیح ہوتا ہے۔
ابا جان قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ میں نے سمجھ لیا تھا اس لڑکے میں قوت تصور بے حد ہے۔ اس سے حافظہ بھی ایسا تیز ہو
گیا کہ ایک مرتبہ کا دیکھا سنا سب یاد رہتا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ میاں لڑکے تم یہ ہماری کتاب قانون عشق ہر دو حصہ
لے جاؤ رات کو پڑھنا صبح ہمارے پاس آنا وہ لڑکا قانون عشق لے گیا اور رات کو اُس کو پڑھا صبح میرے پاس آیا اور کہا جناب
میں نے رات یہ کتاب قانون عشق کھولی ہی تھی شاہ صاحب قصوری پڑھا لیس کافی کا پڑھتا تھا کہ مجھے شاہ صاحب کی روح حاضر
ہو گی اور جب تک میں پڑھتا رہا میرے پاس بیٹھے رہے۔ اور ہر کافی کے معنی اپنی زبان گوہر فشاں سے فرماتے رہے۔ میں نے
جب رکھدی تو بھی شاہ صاحب بھی تشریف لے گئے میں نے کہا میاں لڑکے تمہارے اوپر بہت اللہ کا کرم ہے۔ تم یہ کتابیں
اپنے پاس رکھو اور اسکول میں لے جایا کرو بجائے کھیل کے ان کا مطالعہ کیا کرو دوسرے روز وہ لڑکا پھر آیا اور کہا کہ جناب جو
کتاب اسکول لے گیا تھا ماسٹر صاحب بہت خفا ہوئے کہ اگر ایسی کتابیں پڑھو گے اور اسکول کا کام نہیں کرو گے تو کیا خاک امتحان
دو گے میں نے عرض کیا حضور ماسٹر صاحب آپ اسی وقت میرا امتحان لیلیں میں انشاء اللہ پورا جواب دونگا چنانچہ ماسٹر صاحب
نے دو سوال حساب ایک جغرافیہ ایک تاریخ کا اُسی وقت لیا جو ابھی اسکول میں پڑھائے نہیں گئے تھے۔ میں نے کتابوں کا اور ان
کے مضمون کا تصور کیا۔ کتاب کے ورق اور مضمون کی روحیں حاضر ہو گئیں۔ اور ماسٹر صاحب کے سوالوں کا بالکل صحیح جواب
میں نے دے دیا۔ ماسٹر صاحب بڑے حیران ہو گئے اور کہا اے لڑکے جو میں سوال کئے وہ تو میں نے ابھی تجھکو پڑھائے بھی نہیں تھے تو نے
کہا۔ ماسٹر صاحب میں نے سب کتابیں گھر پڑھ لی ہیں آپ جس جگہ سے کہیں میں بتا سکتا ہوں اس کے بعد وہ اخیر تصوف کے رسالے ابا جان قدس سرہٗ
سے لے جاتا اور پڑھتا اور تمام مضمون زبانی سنا دیتا۔ ایک روز آیا کہا جناب اب مجھکو مرید کر لیں چنانچہ مرید ہو گیا اور بڑا صاحب حال ہوا ایک
نے کہا تیرے پیر تو رہتک ضلع میں اور تو لاہور میں کبھی خط بھی نہیں لکھتا اُس نے خط غیر حاضر کو لکھتے ہیں پیر میرے پاس ہر وقت حاضر رہتے ہیں پھر کس
کو خط لکھوں۔

دجّال و کذّاب

موجودہ دور کو عہد ترقی اور نسل انسانی کی عظمت کا دور کہا جارہا ہے۔ لیکن اس دور میں ہر شخص اس بات کا خواہاں ہے کہ دنیا میں اپنے لیے اونچا مقام زر و جواہر بہترین اشیا حاصل کرے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے آج کا انسان اخلاق و کردار کی اس پستی میں پہنچ گیا ہے جسے دورِ جاہلیت سے اگر تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ عدل و حکمت، حقیقت و صداقت، عشق و محبت اکے کیا آداب ہیں؟ ان مفید باتوں کو سمجھانے اور ان پر عمل کرانے کیلئے پھر دنیا کو پیغمبرانہ معجزوں یا عادل اکبر کی ضرورت لاحق ہے۔ غریب سے لیکر امیر تک سب خودغرضی، مفاد پرستی اور انسان دشمنی میں بری طرح مبتلا ہیں۔ کہ بزرگوں کا ادب، چھوٹوں کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ یہانتک کہ آدمی آدمیت کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اربوں روپیہ پانی کی طرح بہا کر ایسی ہیبت ناک اور حیرت انگیز ایجادات کر رہا ہے۔ کہ یکدم شہر کے شہر صفحہ ہستی سے نیست و نابود کیے جاسکتے ہیں۔

کاش اس سرمایہ کا عشر عشیر موجودہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا جاتا۔ تو اس کی وجہ سے بقائے ذات، بقائے نسل، بقائے نوع کا پرچم بلند ہوتا اور حق و صداقت اور انسانیت کی خدمت ہوتی اور آنے والی نسلوں کے لیے محبت و انسانیت کا پیغام عمل۔

حضرت خاتم النبیین و مرسلین رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر و مصدق کے قربان جائیے کہ لوگ آپ کے نورِ مجسم جسم اقدس پر کوڑا کرکٹ پھینکتے، راہ میں کانٹے بچھاتے۔ قتل کے منصوبے بناتے اور ان پر عمل کرتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ان پر شفقت کرتے ان کی خطائیں معاف فرماتے۔ ان کی پریشانیوں میں فریادرس ہوتے۔ اس طرح انسانیت کا محبت کا عظیم سبق دیا۔ زندہ رہنے کے قوانین بتائے۔ الغرض حضور نے اسرار انسانیت کا بھید ظاہر کیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (حدیث) یعنی جس نے اپنی نفسانیت ٹھیک سمجھ لی اس نے اپنے رب کو پالیا۔ وہ کہتا ہے جب تک انسانی نفسیات کی صحیح معرفت نہ ہو۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا؛"

بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ایسے ائمہ تلبیس جن کی چالاکیوں و عیاریوں اور ان کے اپنے سرمایۂ ایجادات و تخلیق اور شعبات سے محشر مذہب کے میدان میں برپا ہوا تھا اور ہے کے حالات و واقعات کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ ایسے جائز الخطا کی قدغن سے عدل و حکمت و شریعت کا دھارا دوسرے امور کی طرف مڑا جس کا رُخ بجائے عروج کے پستی کی طرف مڑ گیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں نے عوام الناس کے ذوقِ حسن کی تسکین کے سامان بہم پہنچائے اور اصنام خیالی پیدا کی۔

کچھ عرصہ کے لیے کسی نے خدائی کا دعویٰ کیا کسی نے نبی و مسیح
کا کسی نے مہدی و امام کا کسی نے ظلِ الٰہی و ظلِ محمدی وغیرہ
ہی کے دعوے کئے اور ہدایت الٰہیہ کے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر اپنی
نفسانی خواہشات کی بے جا پیروی سے اپنی اور اپنے معتقدوں
کی انسانیت برباد کرکے حیواناتِ مطلق سے زیادہ گمراہ اور
ذلیل ہو گئے۔ ان لوگوں کے سیاہ کارناموں کا کیا انجام ہوا؟
اس کے لیے میں نے محب الفقراء عاشق رسول حضرت مولانا
غلام رسول گوہر مدظلہ نقشبندی مجددی جماعتی کو ایک عریضہ تحریر کیا
موصوف نے فوراً میری درخواست پیران ائمہ تلبیس کے حالات
و واقعات کو "صحیفۂ انوار الصوفیہ" کے دامن قرطاس پر منتقل فرمایا
اور پہلا مضمون بہشت شداد شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ اس صالح و متقی نقشبندی سپاہی کے تا دیر
ہوش و حواس برقرار رکھ اور ایسے کام کی جس سے اسلام اور
انسانیت کی خدمت ہوتی ہو توفیقِ مزید مرحمت فرما۔ آمین۔
(اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ بیشک اللہ کے نزدیک (سچا)
دین (صرف) اسلام ہے)

اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جب بھی کسی نے اللہ تعالیٰ پر
افترا باندھا اور وہ مخصوص عطیہ جس کا وہ مستحق نہ تھا اپنی طرف
منسوب کیا تو اسکی تکذیب کے لیے قدرتی عوامل اس کے اندر
مہیا کر دیئے گئے۔ اور اس کے کذاب و دجال ہونے کا ثبوت
خود اس میں پیدا کر دیئے گئے تاکہ بیرونی اسباب کے تلاش
کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے اور ہر شخص بلا تامل کہہ دے
کہ اس نے حق تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ یہ ظالم ہے جھوٹا ہے دجال
ہے شعبدہ باز ہے۔ خیر و فلاح کو برباد کرنے والا ہے۔ خبیث
ہے۔ شیطان ہے۔

اِن کذابوں کے متعلق حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی پیشگوئی

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ملت حنیفی کی سب
سے بڑی مصیبت ان باغی خودسر جماعتوں اور افراد کا
وجود ہے اور تھا "جدید العہد فتنہ" فتنۂ انکار حدیث
برطانوی و امریکی عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے اور
ان کی جماعتوں کے ممبروں کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ یہ
قوم کے مصلح ہیں بزرگ و برتر دلی ہیں منجانب خداوند
وہ دماغ و قلب لائے ہیں۔ جن کو انبیا کی طرح الہام ہوتا
ہے ان کی سوچ بوجھ عام انسانوں سے بالاتر ہے۔ یہ
قصر اسلام کے معمار ہیں وغیرہ وغیرہ مگر حکمائے ملت کی
رائیں ان کے متعلق یہ ہیں۔ یہ مفسد اعظم ہی مخرب و منافق
مسلم ہیں۔ شریعت و احکام الٰہی سے نابلد محض ہیں چند ضمیر
فروش اور ظالم انسانوں کے سردار ہیں۔ ان ہی کی سازشوں
سے اسلامی آبادیاں تباہ ہوئیں۔ ان گرفتارانِ بلا کذابوں
کو ان واقعات سے سبق لینا چاہیئے تھا۔ جو ان سے پیشتر دجال
کاذب اور جھوٹے خدا گزر چکے ہیں۔ اور ان کو معلوم ہونا
چاہیئے کہ ہر حرکت ہر حکم قضا و قدر خاتم المرسلین خیر الامم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے صراطِ مستقیم پر ظاہر ہو رہی
ہے۔ موجودہ کذاب اور فتنہ پرداز دیکھ لیں۔ کہ پوری
دنیا قرآنی میزان میں تل رہی ہے دنیا کی ہر شکست و ریخت
اور فتح و کامرانی کا آسمانی لائحہ عمل وہی ہے جو رسول اللہ
کی سنتوں سے ظاہر ہوا ہے۔ مگر بے نظری اور بے بصری
اور سرشاریٔ ضلالت کی وجہ سے یہ اس فکر و نظر سے محروم ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

برحق نبی کی ذات اور برحق نبی کی صفات کی نسبت کے انکار سے دنیا نمونۂ جہنم و غارتگری بن گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وابستگان اسوۂ محمدی کو جس طرح اپنے بعد کے دوسرے مفاسد فتن کی اطلاع دی۔ اسی طرح ان کذابوں دجالوں وغیرہ کے کذب و زور و فتنوں سے بھی بڑے شد و مد سے متنبہ فرمایا۔ تاکہ ان کی دجالی فتنہ انگیزیاں ارباب ایمان کو ورطۂ ہلاکت میں نہ ڈال سکیں۔ جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر اعلان کر دیا تھا۔ کہ "مجھے اپنی امت کے حق میں گمراہ کرنے والے اماموں (یعنی خانہ ساز نبیوں) کیطرف سے بڑا کھٹکا ہے اور میری امت میں ضرور تیس ۳۰ کذاب (جھوٹے) پیدا ہونگے جن میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہوگا۔ کہ وہ خدا کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا" (رواہ مسلم عن ثوبانؓ) مسلم اور بخاری کی ایک متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے کہ تقریباً تیس ۳۰ کی پوری تعداد قیامت تک جا کر پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس ۳۰ دجال کذاب ظاہر نہ ہولیں۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔

حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری صاحب کتاب ائمہ تلبیس یا غارتگران ایمان میں تحریر کرتے ہیں "اس میں شک نہیں کہ اگر مجرد دعوئے نبوت کا لحاظ کیا جائے تو مفتریوں کی تعداد آجتک شاید تیس ہزار سے بھی متجاوز ہو چکی ہوگی۔ کیونکہ کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں پانچ سات برساتی نبیوں کے ظہور کی خبر اطراف واکناف عالم سے نہ آجاتی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس باعلم و ہوش کذابوں کے غلغلہ انداز عالم ہونے کی جو اطلاع دی ہے وہ کامیاب اور ذی جاہ متنبی ہیں۔ نہ یہ کہ ہر ژاژ سرائے گوئے نادان نے بھی یہ کہدیا کہ میں فرستادۂ خدا ہوں وہی سالار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کا مصداق بن جائے۔ غرض ایسا مفتری ان تیس ۳۰ مفتریوں کے زمرہ میں قطعاً داخل نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ سوال کہ آج تک مشہور مدعیان نبوت کتنے گزرے ہیں جو تقدس مآبی کی عبا پہن کر لوگوں کو زندقہ و دہریت کی تعلیم دیتے رہے۔ تو اس کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ ایسے کامیاب متنبیوں کی جن کا نام اقصائے عالم تک پہنچا اور ان کے فتنوں نے عالمگیر حیثیت اختیار کی کل بیس ۲۰ یا بائیس تک پہنچتی ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ دجال اکبر کے ظہور سے پہلے عالم اسلام کو ابھی مزید آٹھ یا دس شہرۂ آفاق مفتریوں سے سابقہ پڑتا۔ حافظ حقیقی ہمیں ان کے شر سے بچائے اور ہر مسلمان کو استقامت علی الایمان کی توفیق بخشے" آمین۔

دجال کذاب کون ہیں

حضرت رسول کریم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باغیوں کی تعداد ہی پر اکتفا نہیں بلکہ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ان کی پہچان اور خصائص بھی فرما دی ہیں۔ تاکہ مسلمان ان کے شر سے بچ سکیں (احادیث شریفہ) حضرت حذیفہ رضی صحابی رسولؐ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم دورِ جاہلیت میں بڑے گنہگار تھے پروردگار نے ہم پر رحمت نازل فرمائی لیکن اس خیر و برکت کے بعد ہو سکتا ہے کوئی فتنہ تو ظاہر نہ ہوگا؟ حضور نے فرمایا۔ بیشک ہوگا۔ پھر میں خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! اس فتنہ کے بعد بھی کوئی رحمت عرصۂ ظہور میں آئے گی؟ ہاں۔ لیکن اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے دریافت کیا کدورت کس قسم

کی ہوگی؟ فرمایا۔ ایسے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری شریعت کے منکر ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے جو ان کا پیروکار ہوگا وہ جہنم واصل ہوگا۔ میں نے حضور سے درخواست کی کہ ان کی نشانی (علامت) کیا ہوگی؟ فرمایا! وہ میری امت میں سے بظاہر عالم متقی ہونگے مگر باطن ان کا ایمان وہدایت سے خالی ہوگا۔ وہ ہماری ہی زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔ (اس کا کہ ہماری زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے یہ مطلب ہے۔ کہ بظاہر تو قرآن حدیث ہی سے استدلال کریں گے۔ مگر اپنی نفسانی خواہشات اور اپنی ناقص سمجھ کے مطابق بعید اور لچر تاویلیں کر کے ان کا مطلب (مفہوم) بدل دیں گے) پھر میں نے مودب عرض کیا یا حبیب! پھر ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا"اے خدیفہ! جب ایسا وقت آجائے تو مسلمانوں کی جماعت کی التزامی طور پر شریک حال رہنا مسلمانوں کے امام وخلیفہ کی انحراف ورزی نہ کرنا۔ میں نے گذارش کی اگر اس وقت مسلمانوں کی کوئی تنظیم نہ ہو نہ ہی کوئی خلیفہ و امام ہو تو پھر کیا کرنا ہوگا؟ فرمایا اگر ایسا وقت ظاہر ہو تو بھی گمراہ فرقوں سے الگ رہنا۔ اگرچہ تمہیں درختوں کے پتوں اور جڑیں چبا کر گزر اوقات کرنا پڑے۔ اور تا دم مرگ ۔۔۔۔۔۔ اسی طرز پر مجبور رہو (بخاری ومسلم شریف)

حدیث شریف نمبر ۲: بحسب روایات ابوہریرہ سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں دجال کذاب (جھوٹے نبی مسیح ومہدی و امام) ظاہر ہوں گے۔ وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے جو نہ صرف تم نے بلکہ تمہارے آبا و اجداد نے بھی نہ سنی ہونگی۔ خبردار ان سے بچنا اور اپنے دامن ایمان کو محفوظ رکھنا۔ مبادا تمہیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈال دیں (مسلم شریف) حدیث مبارک کی تشریح مولانا ابوالقاسم صاحب نے اس طرح فرمائی کہ "ایک روایت میں آخری زمانہ کے الفاظ بھی مروی ہیں یا تو یہ روایت بالمعنی یا اس سے قیامت تک کے کذابوں کا ظالموں کا یعنی دجالوں کا احاطہ کرنا مقصود ہے تاکہ غلط اندیش وحق فراموش فرقے یہ نہ کہہ سکیں کہ خاتم النبیین خیر امم سرکار دوجہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی میں زمن نبوت کے قریب تر زمانہ کے کذاب دجال مراد ہیں۔ عہد رسالت سے بعید تر زمانہ کے دجال مقصود نہیں اس حدیث نے قریب وبعید ہر عہد کے جھوٹے مدعیوں کا احاطہ کر لیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعثت نبی کے بعد سے لے کر قیامت تک کا آخری زمانہ ہے۔

حدیث نمبر ۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پیشتر کانا دجال ظاہر ہوگا۔ اور اس سے پہلے تیس ۳۰ کے قریب دجال کذاب عرصۂ شہود میں آئیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان کی علامت کیا ہے؟ وہ تمہارے سامنے ایسا طریقہ پیش کریں گے جس پر تم پہلے سے نہ ہوگے اور اس نئے طریقے سے تمہارے دین کو بگاڑیں گے۔ سو جب ایسے شخص کو پاؤ تو ان سے الگ رہو۔ اور انہیں برا جانو (رواہ طبرانی فی الکبیر وروی احمد اولہٗ کنز العمال)

(باقی باقی)

دجّال اکبر

علمائے کرام یعنی مفکرین شریعت و وحدت الٰہی نے اپنی تصانیف اور سیر و تاریخ کی کتابوں میں دجّال اکبر یعنی کانا دجّال کا حال و واقع مفصل درج کیا ہے۔ اور اس واقعہ سے اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پڑھئے ذکر فرمائے اور علمائے حق کے بتائے سبق کو پڑھے۔ دجال قوم یہود میں پیدا ہوگا۔ دراز قد۔ گورا رنگ۔ دراز قامت اور بال مشل حبشیوں کے ہونگے۔ پیشانی پر کافر کندہ ہوگا۔ خونیے اور ناخواندے سب مسلمان پہچان جائیں گے کہ یہ دجّال ملعون (آخری کذاب) ہے۔ جس کی خبر مخبر صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کافر اسکو نہ پہچانیں گے۔ ایک گدھے پر سوار ہوگا۔ یہ گدھا ایک آنکھ کا کانا ہوگا۔ نہایت دراز مضبوط اور ہیبت ناک گدھا ہوگا۔ دجّال بھی ایک آنکھ کا کانا ہوگا۔ لقب اس کا مسیح ہوگا اپنے کو خدا کہلوائیگا۔ کہ میں خدا ہوں۔ کافر اس کی خدائی پر ایمان لائیں گے۔ خرق عادات اس سے بیشمار ہوں گے۔ دوزخ اور جنت اس کے ساتھ ہوگی۔ اس کے حکم سے مینہ برسے گا۔ زمین سے پھل اور پھول اور ہر قسم کے زراعت ہو جائے گی۔ زمین کے خزانہ نکل کر اس کے ساتھ چلیں گے۔ کافروں کے ماں باپ زندہ کرکے دکھائے گا۔ شیاطین اصغر واکبر اس کے تابعدار ہونگے وہ کافروں کے ماں باپ کی شکل بن کر کافروں کے سامنے آئیں گے۔ دودھ دینے والے جانور اس کے حکم سے خوب فربہ ہوکر بے پناہ دودھ دیں گے۔ یہ ملعون اپنے گدھے پر سوار ہوکر تمام دنیا کے ملکوں کی سیر کرتا ہوا لوگوں کے ایمان تباہ برباد کرے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا۔ اس کو اپنی جنت میں داخل کرے گا انعام واکرام دے گا۔

اور حق پرست ایمان نہ لائے گا۔ اس پر سختی کرے گا۔ اور اپنی دوزخ میں داخل کرے گا۔ وہ مومن بہت خوش ہوگا اس کو خداوند کریم فوراً اپنی جوار رحمت لے لیگا۔ الغرض یہ ملعون پھرتا پھراتا یمن اور اس کے بعد مکۂ معظمہ پہنچیگا۔ اور داخلہ کا قصد کرے گا۔ وہاں پر فرشتوں کو جو مکہ معظمہ کی حفاظت کر رہے ہوں گے دیکھ کر بدحواس ہوگا۔ اور مدینہ مقدس کی طرف بھاگے گا۔ اسوقت مدینہ شریف کے سات دروازے دو دو فرشتے شمشیر آبدار لئے باذن الٰہی پہرہ دیتے ہوں گے۔ یہ نظارہ دیکھ کر حیران و پریشان ہوگا۔ اور خوفزدہ ہوگا۔ اور اندر شہر قطعی نہ جاسکے گا۔ اور باہر ہی ٹھہریگا۔ پھر انہیں ایام میں تین بار مدینے شریف میں زلزلہ آئے گا۔ لیکن مسلمان اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔ مدینے کے منافق اور بد اعتقاد و مرتد گھبرا کر شہر سے باہر نکل آئیں گے۔ اور فتنۂ دجّال میں گرفتار ہوں گے جب مدینے منورہ کا فروں سے خالی ہو جائے گا تو اس کے بعد ایک ولی اللہ شہر سے باہر تشریف لاکر اس کے لشکریوں سے باآواز کہینگے کہاں ہے دجّال ملعون مجھے اس سے کچھ معلوم کرنا ہے۔ اس کے معتقدین ان کو پکڑ کر نہایت سختی کے ساتھ پیش آئیں گے اور دجّال کے سامنے پیش کریں گے یہ ولی اللہ اس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے اے بانیٔ ظلم و فساد سرکش و گمراہ تو وہی دجّال ہے جس کی خبر ہمارے نبی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ سنکر اپنے جلادوں کو حکم دے کر آرہ سے چروا دیگا۔ پھر کافروں پر اپنی خدائی دکھانے کے لیے ان بزرگ کو زندہ کرے گا۔ وہ زندہ ہوکر فرمائیں

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ظالم ان کو ذبح کرے گا۔ مگر چھری ذبح نہ کر سکے گی۔ وہ ان کو جلوائے گا مگر آگ سرد ہو جائے گی۔ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے گا۔ کیونکہ باذن الٰہی اس کی سب خرق عادت اور کمال و جاہ و جلال سلب ہو جائیگا اب وہ ملک شام کی بمعہ اپنے لشکر کے بھاگے گا۔ اس کی خبر سن کر لشکر اسلام تیار ہو گا۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گا۔ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ اے رسولِ ذی شرف لشکر اسلام تیار ہے فوج کی سپہ سالاری سنبھالئے تاکہ جہاد فی سبیل آپ کی سرداری میں کیا جائے۔ آپ فرمائیں گے کہ لشکر کی سرداری آپ کو مبارک ہو میں صرف آسمان سے بحکم الٰہی دجال کو قتل کرنے آیا ہوں اور اس کی موت کے لیے مقرر ہوا ہوں۔ بحکم حضرت عیسیٰ ایک گھوڑا اور ایک نیزہ صرف ان کے لیے مہیا کیا جائیگا۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کی فوج سے جہاد کریں گے۔ حضرت عیسیٰ دجال کی طرف بغرض قتل کے آگے بڑھیں گے تو اس کے آدمی درمیان میں مداخلت کریں گے۔ لیکن آپ کے دم کی وسانس (کی ہوا جس کو لگے گی مر جائیگا۔ اور ہوا دم کی وہاں تک جائے گی جہاں تک آپ کی نگاہ پڑے گی۔ آپ کو دیکھکر دجال مثل ہوا کی رفتار کے بھاگے گا۔ حضرت عیسیٰ اس کو ایک پہاڑ یا گاؤں ملک شام کا ہے باب لُد کے پاس گھیر لینگے۔ اور قتل کرینگے اور اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔ اگر اس کے قتل میں حضرت علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو وہ کافر خود بخود پگھل جاتا۔ اس کے بعد لشکر اسلام اس کے لشکر کا جو زیادہ تر یہودی ہوں گے صفایا کرے گا۔ اس وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت وغیرہ کی آڑ لے کر چھپے گا تو وہ جگہ بآواز بلند کہیگی۔ اے مردِ مسلمان بندۂ خدا یہاں یہودی ہے اس کو قتل کر مگر ایک ایک درخت غرقد جو یہود کا درخت ہے خاموش رہے گا۔ بعدہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام ملکوں کا دورہ کریں گے۔ اور دجال کی تمام اثرات کو زائل کریں گے۔ نقصانات کا ازالہ کرینگے اور مسلمانوں کو جنت اور رحمت کی خوشخبری سنائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے خنزیر قتل کئے جائیں گے۔ اور صلیب جس کو نصاریٰ پوجتے ہیں توڑی جاوے گی۔ تمام روئے زمین پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ کفر مٹ جائے گا۔ ظلم و ستم معدوم ہو گا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خلافت سات یا آٹھ برس رہے گی۔ بعمر اڑتالیس برس حضرت امام اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام دنیائے اسلام کے امام و خلیفہ ہوں گے۔ خیر و برکت کا زمانہ ہو گا۔ کسی ظالم کی طاقت نہ ہو گی کہ کسی کو ستا سکے یہاں تک کہ موذی جانور اور درندے کسی کو نہ ستا سکیں گے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت پر عمل ہو گا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ ہو گا۔ صحیح روایتوں میں درج ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہوں گے۔ پھر آپ کا وصال ہو گا۔ تو تمام مسلمان آپ کا جنازہ پڑھیں گے۔ اور آپ حجرۂ عائشہ رضؓ میں قبر اطہر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کئے جائیں گے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ۔

یہ ہے ان اعمال کا بدلہ جو تم نے اپنے ہاتھوں بھیجے ہیں اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہی نہیں۔

کانا دجّال سے ملاقات

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیہ حضور رسول کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ بعد نماز حضورؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا سب آدمی اپنی جگہ پر تشریف رکھیں۔ بعدہٗ فرمایا جانتے ہو تم کو کیوں جمع کیا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول اعلم ہے۔ ارشاد ہوا کہ تمیم داری رضی ایک عیسائی تھے جو خلعت اسلام سے سرفراز ہوئے اب انہوں نے دجال کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جو ان ربانی ہدایات و تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے جو میں دجال کے متعلق تمہارے سامنے پیش کرتا رہا ہوں (چونکہ ماجرا حضرت تمیم رضی کے عینی مشاہدہ پر مبنی تھا۔ اسلئے حضور نے لوگوں کے ازدیاد یقین کے لیے اس واقعہ کو بیان فرمایا۔ نیز حضرت تمیم داری رضی کے دلچسپ مشاہدات علمائے کرام میں حدیث جساسہ کے نام سے مشہور ہے) حضرت تمیم داری رضی کا بیان ہے کہ میں نے اور قبیلہ لخم اور جذام کے تیس ۳۰ آدمیوں کے سمندر کا سفر اختیار کیا۔ اچانک سمندر میں طوفان آیا سمندر کے طول و عرض میں بحالت تباہ ہمارا جہاز چکر کاٹتا رہا۔ بعد خرابی ایک ماہ بعد ایک جزیرہ نظر آیا۔ جہاز ساحل جزیرہ پر رکا۔ اور ہم سب اس جزیرہ میں اترے بعدہ ہم سب لوگ آبادی کی تلاش میں چلے اثنائے راہ میں ہم کو ایک ہیبت ناک بلا بصورت عورت لمبے لمبے بالوں والی ملی۔ ہم نے بے خوف ہو کر اس سے دریافت کیا۔ تو کون ہے؟ کہنے لگی میں جساسہ یعنی مخبر ہوں اور دجال کی طرف سے مقرر ہوں۔ تم لوگ سامنے والے دیر میں جاؤ وہاں دجال کو دیکھو گے۔ ہم نے دیر کا رخ کیا وہاں پہنچ کر ہم نے وہی دیکھا جو کچھ حضور نے اکثر بیشتر دجال کے متعلق بتلایا) دیکھا کہ ایک زبردست خوفناک کانا دیو مرد جس کا قد قامت کبھی انسانوں میں نہیں دیکھا ہے سلاسل و اغلال میں جکڑا ہوا ہے اس کے ہاتھ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ میں سے نکل کر گردن سے بندھے ہیں بیٹھا ہے ہم سب محو حیرت رہ گئے۔ آخر میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا چونکہ تم نے مجھے اس حال میں دیکھ لیا۔ اسلئے اپنے تئیں تم سے مخفی نہ رکھوں گا لیکن پہلے تم بتاؤ تم کون ہو۔ اور اس مقام تک کس طرح آنا ہوا؟ ہم نے جواب دیا ہم عرب کے رہنے والے ہمارا جہاز طوفان میں پھنس گیا مہینہ بھر سرگرداں رہے یہ جزیرہ نظر آیا اور اس میں اتر آئے ہم کو عجوبہ روزگار جساسہ ملی اس نے ہم کو تیری طرف بھیج دیا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ نخل بیساں ہنوز بارآور ہوا یا نہیں؟ ہم نے جواب دیا۔ بیساں کے نخلستان میں برابر آرہا ہے وہ بولا یاد رکھو کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب بیساں میں کھجوروں کے درخت ثمرآور نہ ہوں گے۔ اس کے بعد سوال کیا۔ کہ کیا بحیرہ طبریہ میں ابھی پانی موجود ہے یا خشک ہو چکا۔ ہم نے جواب دیا کہ اس میں پانی بافراط موجود ہے یہ سن کر بولا۔ سن لو وہ وقت دور نہیں جب کہ (قرب قیامت کو) کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ کیا چشمہ زغر میں پانی آرہا ہے اور وہاں کے لوگ اس پانی سے زراعت کر رہے ہیں۔ جواب دیا اس میں پانی بے انتہا ہے اور لوگ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں اچھا ایک بات اور بتا دو کہ اُمیوں کے نبی نے ظاہر ہو کر کیا کچھ کیا ہے؟ (یہ اُمیّوں کے نبی کہہ اس نابکار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی از راہ تعریض طوفان باندھا اور اپنی خباثت ظاہر کی حالانکہ حضور تو کل دنیا و دنیا کے عقل و فرد اور ہر عاقل و بالغ کے رسول آخری رحمت اللعٰلمین ہیں) ہم نے کہا کہ وہ اپنی قوم پر غالب آئے اور ان کا پرچم ہر جا لہرا رہا ہے۔ بولا ہاں سب کے

بے اطاعت در اگندگی بہی بہتر تھی۔ اچھا سنو کہ میں کون ہوں۔ عورت دیکھو کہ میں مسیح (دجال) ہوں۔ عنقریب مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی میں تمام روئے زمین کا دورہ صرف چالیس دن کی مدت میں کروں گا۔ صرف مدینہ اور مکہ میں داخلہ کی اجازت نہ ہوگی۔ کوشش ضرور کروں گا۔ مگر جانتے ہو کہ ان شہروں کی حفاظت فرشتوں کے سپرد ہوگی اور وہی میرے اقدام کو روک دیں گے" یہ واقعہ بیان کر کے سید کائنات محبوب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منبر پر مار کر فرمایا۔ یہی طیبہ ہے یہی طیبہ مبارک ہے۔ (ابو داؤد اور مسلم شریف بالفاظ مختلف)

یہ ہیں آخری دجال وکذاب کے مختصر حالات جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی رہنمائی کے لئے آج سے چودہ سو سال پہلے ظاہر کر رہے تھے۔" دعوٰی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر۔ مطبوعہ دہلی ص ۲۰۶)

علمائے اسلام کے فتوے | تمام علمائے کرام حکمائے شریعت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس بات سے متفق ہیں۔ کہ مرتد عند الشرع واجب القتل ہے۔ چونکہ سلسلہ نبوت حکم الٰہی قوانین خدائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہو گیا اور انقطاع دورِ نبوت کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے۔ اس بنا پر تمام مدعیان نبوت وغیرہ اور ان کے پیرو کار عند الشرع کافر و مرتد ہیں۔

انجیل متی میں حضرت عیسٰی مسیح علیہ السلام ایک پیشن گوئی مدرج ہے "کہ جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان سے پرہیز کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد بہت سے لوگ نبوت کا دعوٰی کریں گے یہ سب کے سب دجال ہونگے میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (الحدیث) اس پیشن گوئی کے مطابق بہت سے افراد نبوت کا جھوٹا دعوٰی کرینگے

رسالہ انوار الصوفیہ کے صفحات پر دجال وکذاب کے عنوان سے قسط وار مفصل حالات و واقعات ان ذلیل و ظالموں کے پیش کئے جائیں گے۔ تاکہ اہل بصیرت پر ان مکاروں کی حقیقت منکشف ہو جائے۔

صحیفۂ انوار الصوفیہ کی جس پر ایک ایسے مجاہد ولی اللہ کا اسم گرامی درج ہے جس نے متحدہ ہندوستان میں ہندو مہا سبھا اور اسی قسم کی خطرناک جماعتوں کا مقابلہ کر کے مسلمانوں کو ان کی کافرانہ حرکات سے ہوشیار کیا اور مرتدوں کو دوبارہ مسلمان بنایا۔ عیسائی اور ہندو آپ کے دست حق پرست دائرہ اسلام میں داخل ہوئے قادیانی فتنہ کا رد کیا۔ اور وہ مجاہد ولی اللہ حجۃ الکاملین امام الواصلین سراج السالکین امیر ملت حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (علی پور شریف) ہیں آج یہ تاریخی سچے واقعات مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

کتابیات: میں نے ان کذاب و دجالوں کے حالات و واقعات لکھنے میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے جو میرے پاس موجود ہیں۔ (۱) خلافت کا عروج و زوال "زیر اہتمام انٹر میجیٹ اینڈ ایجوکیشن کراچی (۲) "ائمہ تلبیس یا عارنگران ایمان" از حضرت مولانا ابو القاسم صاحب رفیق دلاوری (۳) تاریخ الخمیس (۴) تاریخ طبری (۵) آخری گیت "منظوم قلمی مصنف حضرت قدوۃ الکاملین ثواب محبوب عالم ابدال (آپکا مزار جہیر ضلع رہتک میں مرجع عام ہے) (۶) "زود کوثر" از شیخ محمد اکرام صاحب ایم اے ۔ ایم ۔ آر ۔ سی ۔ ایس ۔ سی ۔ ایس ۔ پی (۷) تاریخ الاسلام ڈاکٹر ابراہیم حسن (۸) رحمۃ للعلمین حضرت قاضی محمد سلیمان منصور پوری (۹) تاریخ فرشتہ (۱۰) تاریخ کامل ابن اثیر (۱۱) تاریخ ابن خلدون (۱۲) سیرۃ ابن ہشام (۱۳) تاریخ ابن جریر طبری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

الٰہیات

واجب الوجود (خدا تعالیٰ)

(علامہ درد کاکوروی صاحب عزیز آباد کراچی)

عالم ترتیب اور انتظام کا سبب گو انسانی عقل ہے۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تمام کائنات گویا ایک شخص واحد ہے جس طرح انسان دو ہاتھوں، دو پاؤں، دو آنکھوں ان سب کے باوجود ایک شخص ہے اسی طرح باوجود کثرت کے تمام عالم شخص واحد (انسان کبیر) ہے اگر تمام انسانی عقلیں یکجا کی جائیں تو ایک ایسا وجود ثابت ہوگا۔ جو ہم سے کئی ہزار درجہ زیادہ عقل میں بہتر ہو وہی خدا ہے۔

قدرت کے قانون میں بہت سے ایسے جز ہیں کہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو ان کے ملنے سے خاص خاص قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً آفتاب ہی ہے جس کی خشکی اور تیزی سے عالم کی مختلف چیزوں میں مختلف قسم کے خواص پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح عالم کی ہر ہر چیز۔ ہر چیز سے اس قدر متعلق ہے کہ جس سے یہ نظام قائم ہے اگر ان میں سے ایک چیز بھی اپنے کام سے رک جائے تو عالم اپنی حالت پر قائم نہ رہے لیکن ایسا نہیں ہوتا اور ایسا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے اور کوئی بالاتر قوت ہے جس نے تمام چیزوں میں اس قسم کا تناسب، تعلق، اتحاد، ربط پیدا کر رکھا ہے۔ وہی خدا ہے۔

یورپ کے ایک بڑے فاضل کا قول ہے کہ یہ اسرار جو روز بروز دقیق ہوتے جاتے ہیں جب ہم ان پر زیادہ بحث کرتے ہیں تو یہ ضرور ماننا پڑتا ہے کہ انسان کے اوپر ایک ازلی اور ابدی قوت (اور) بھی ہے جس سے تمام چیزیں وجود میں آئی ہیں،،

یورپ کا ایک دوسرا فاضل کہتا ہے کہ تمام اساتذہ اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ وجود کیونکر ہوا۔ اور یہ (عالم کا سلسلہ) برابر کیسے چلا جا رہا ہے اسی بنا پر مجبوراً" ایک ایسے خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے جس کا ہونا ہر وقت اور ہمیشہ قائم ہے "

جدید فلسفے والے بھی خدا کے منکر نہیں ہیں بلکہ ان کا یہی قول ہے کہ "خدا ہماری تحقیقات کے دائرے سے باہر ہے،، لیکن آج جدید فلسفے والوں نے اپنی تحقیقات سے تھک کر جو رائے قائم کی ہے روحانی فلسفہ کے ایک علمی رکن حضرت مولانا روم رح نے کئی سو برس پہلے فرما دیا تھا کہ ے انچہ در وہمت نہ آید آں خدا ست (ترجمہ) جو تیری تحقیقات (سمجھ) سے باہر ہے وہی خدا ہے۔

عالم میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔

ا۔ صورت ۲۔ مادہ اس میں صورت ایک ایسی چیز ہے جو بدلتی رہتی ہے۔ لیکن مادہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ انسان بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بچہ سے جوان۔ جوان سے بوڑھا ہوجاتا ہے۔

گو صورتیں بدلتی چلی جاتی ہیں مگر اصل کسی نہ کسی طرح پر موجود پایا جاتا ہے اب جو چیز کسی نہ کسی حال پر قائم رہی ہے وہ مادہ ہے مگر اس کے بھی اجزا بدلتے رہتے ہیں[1] ان اجزا کا بدلنا یہ بھی ایک قسم کی حرکت ہے اس لیے معلوم ہوا کہ تمام عالم حرکت میں ہے اور جب حرکت میں ہے تو اس مشین کا کوئی حرکت دینے والا ہے۔ گو غور کرنے سے یہ سلسلہ برابر اسی طرح چلا جائے گا لیکن یہ بھی صحیح اور ممکن نہیں۔

اس لیے کہ بالآخر ہم کو ایک مقام پر جاکر ایک ایسا وجود ضرور تسلیم کرنا پڑے گا جو خود بخود ہوا اور جسکی وجہ سے عالم میں حرکت ہو اور اس میں خود حرکت نہ ہو۔

اگر صرف یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کوئی اس مشین کا چلانے والا ضرور ہے تب تو اپنے آپ خدا ثابت ہے۔ اب رہی صورت تو بفرض محال اگر عالم کو معلول اور بانی عالم کو علت قرار دیا جائے تو علت کو معلول پر کیا ترجیح ہے اس لیے کہ علت کا وجود اگر معلول کے ساتھ ہی ساتھ ہو تو پھر علت کو معلول پر فوقیت ہی کیا ہو سکتی ہے مولانا ؎

چونکہ دو مثل آمدند اے متقی۔ اینچہ اولاتر ازاں در خالقی

جب آپس میں دو چیزیں برابر ہیں تو اس میں سے ایک کے خالق ہونے کیا دلیل ہے۔

[1] درختوں کی زندگی پر نظر ڈالئے تو یہی مسئلہ جلد ذہن نشین ہوجائیگا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم خدا کے لیے جو دلیلیں پیش کرتے ہیں خدا اُس سے بھی بالاتر ہے کیونکہ ہم جو کچھ تصور کرتے ہیں۔ محسوسات کے ذریعہ سے تصور کرتے ہیں اور خدا اس سے بالکل بری ہے۔ مولانا ؎

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست
وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست

تم جن چیزوں کے ذریعہ خدا کی شناخت کرتے ہو وہ فنا ہونے والی ہیں۔

جو وجود تمہاری سمجھ سے باہر ہے وہی خدا ہے۔

چونکہ مادوں میں ہر جنس کا اختلاف ہوتا ہے اس لیے بعض میں مادیت زیادہ ہوتی ہے اور بعض میں کم اور بعض میں بہت ہی کم اس طرح یہ سلسلہ رفتہ رفتہ ایک ایسی انتہا پر پہنچے گا جو ہر حیثیت سے مادہ سے پاک ہو، واجب الوجود اور اشرف الموجودات ہو، وہی خدا ہے۔

بے جہت دان عالم امر اے صنم
بے جہت تر باشد آمر لاجرم

اے دوست جب روحانی عالم جہت سے پاک ہے تو روحانی عالم کا خالق اور بھی پاک ہوگا۔

روحانی فلسفے والے یعنی حضرت صوفیہ مادہ کو نہیں لیتے بلکہ روحانیت پر جاتے ہیں اُن کا قول ہے کہ عالم متکلمین کے قول کے موافق حادث زمانی نہیں ہے اور نہ حکما کے قول کے موافق ذاتی حادث بلکہ۔

عالم فی الحقیقت حادث بھی ہے اور قدیم بھی۔ حادث تو اس طرح کہ غیر حق کوئی وجود نہیں۔ اور قدیم اس طرح کہ عالم خود ذات حق میں ہے اور ذات سے کوئی چیز باہر

نہیں ۔ ذات قدیم ہے یعنی عالم کا حدوث بھی ذات کے اندر ہے مثلاً سمندر میں پانی ہے ۔ اسی پانی سے بخارات اُٹھے پھر وہی ابر بنکر برسے اور دریا میں گرے اور پھر سمندر میں آ گئے ۔ تو اگرچہ تعین کے لحاظ سے یہ قطرے وہ قطرے نہیں لیکن حقیقت پر نظر کرتے ہوئے یہ قطرے وہی قطرے ہیں جو سمندر سے آ گئے اور اس قدر انقلاب کے بعد پھر اسی سمندر میں آ گئے اب ہم اس مسئلے کو روحانی فلسفے کے مطابق تفصیل سے بیان کرتے ہیں ۔

وجود کے معنی ہستی کے ہیں اور ذات کے اعتبار سے جو چیز موجود اس کو وجود کہتے ہیں وہ چیزیں وجود جن پر لفظ بولا جاسکتا ہے ۔ مختلف طریقوں سے اُن کی تمیز ہوا کرتی ہے ۔

اول ۔ اضافتوں کے اعتبار سے جیسے عالم کا وجود حیوان کا وجود ، انسان کا وجود ، یا جوہر یا عرض ۔

دوم ۔ اوصاف کے اعتبار سے جیسے سودا ، صفرا بلغم ، خون ، عقل ، اور جہل ،

اگرچہ یہ تمام وجود ملے ہوتے ہیں مگر ان سب کی ماہتیں مختلف ہیں اور پھر کسی کا وجود اپنی حقیقت یعنے وجود مطلق سے باہر نہیں لہذا ہر وجود اُسی مطلوب وجود کی طرف ختم ہوگا ۔ جو اپنے آپ واجب الوجود ہے ۔ خود لفظ خدا کے معنوں پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ (خود) اور (آ) سے مرکب ہے کثرت استعمال سے (خدا) ہو گیا ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ نسبتیں اور اضافتیں حق کی ذات میں پوشیدہ ہیں ۔ پھر بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ اگر وجود مطلق حق ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جو کچھ موجود ہے (سب کا) اُسی پر سلسلہ ختم ہوتا ہے اور سب کی اُسی پر انتہا ہے تو پھر فی الخارج یہ تعینات (شکلیں) کیسی ہیں ؟ ۔ ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام جو کچھ نظر آتا ہے اول تو فی الخارج نہیں ہے اس لیے کہ عالم میں جو کچھ ہے وہ سب ایکبارگی ملا کر حق ہے دوسرے یہ کہ حق ہر ہر تعین میں اُسی تعین کے اعتبار سے تنزل فرماتا ہے یعنے ہر ہر تعین کے لحاظ سے اپنے آپ کو ہر ہر تعین میں ملاحظہ فرماتا ہے ۔ اس کے سمجھنے کے لیے پہلے یہ امور ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہیں ۔

نمبر ۱ بے خیالی میں بیٹھے بیٹھے ہم کو خیال آیا کہ ہم ایک عمدہ عمارت بنائیں ۔ یہ اول تعین ہے ۔

نمبر ۲ ہم نے اس خیال کی تکمیل کے لیے ایک کاغذ پر عمارت کا نقشہ بنایا یہ دوسرا تعین ہے ۔

نمبر ۳ ہم نے اُس نقشے کے موافق عمارت بنا کر کھڑی کر دی ۔

یہ تیسرا تعین ہے ۔

مگر اس تمام تغیر سے ہم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا ہی خیال تھا جس نے اتنی شکلیں اختیار کر لیں اور ہر تعین میں اس تعین کے لحاظ سے جو شکل ہونا چاہیئے وہ شکل اختیار کی ۔

اسی طرح جناب باری (بے خیالی یعنے) محض سرور میں تھا اور یہ تمام عالم حق کا خیال تھا پھر یکایک اپنے آپ تمام عالم اپنے اپنے تعین کے اعتبار سے ظہور میں آتا گیا جس طرح ہمارے خیال نے ظہور کی جو جو شکلیں اختیار کیں

اُس سے ہم میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اسی طرح اُس کے یعنے عالم کے ظہور سے جناب باری (کے سرور) میں کوئی فرق نہیں آیا۔

اب جب کہ یہ ثابت ہو گیا کہ حق اس طرح اجمال سے تفصیل میں آیا اور مختلف تعینات (شکلوں) میں ظہور فرماتا ہے تو اس کے مرتبوں کی ترتیب یہ ہے۔

مرتبہ فیض اقدس

جس مرتبے میں حق کی شانیں حق کی ذات میں چھپی ہوئی ہیں (ظاہر نہیں ہوئیں) اُس مرتبے کو فیض اقدس کہتے ہیں۔

مرتبہ فیض مُقدّس

جب حق تعالیٰ نے اپنی ایک ایک شان کو ظاہر کیا۔ اور انہی شانوں کے اعتبار سے اُس میں ظاہر ہوا تو اس مرتبے کا نام فیض مقدّس ہے۔

جس وقت حق نے اپنی ذات کی شانوں کی طرف توجہ کی تو اس کا نام احدیّت ہے۔
جب معمولی طور سے حق نے اپنی شان کا اظہار کیا تو اس کا نام وحدیت ہے۔
جب کہ کُھلم کھلا حق نے اپنی شان کا اظہار کیا تو اس کا نام واحدیّت ہے۔
(یہ مرتبے بظاہر معلوم نہیں ہوتے)

احدیت کے مرتبے میں تجلّی نہیں ہے۔ وحدت اور واحدیت۔ کے مرتبے میں اپنے آپ تجلّی ہے۔ پھر یہ مرتبے جو ظاہر میں اپنے آپ معلوم نہ ہوتے تھے۔ آپ اپنے آپ ظاہر ہو جائیں گے۔ ان مرتبوں کے اپنے آپ ظاہر ہونے کا نام نفس رحمانیہ ہے یعنے رحمان کا نفس یہ سب ایک شخص کہا جائے گا۔ اب وہی ۳ مرتبے احدیت وحدت اور واحدیت تنزّل نے یہ صورتیں اختیار کیں۔

شخص سلبی عالم قدس یعنے وہ مرتبے جو ظاہر میں نہیں ہیں۔

ایجاب یعنی ظہور قبول کرنے والے مرتبے [ظہور والے اول مرتبے / ظہور والے آخر مرتبے]

احدیت	وحدت	واحدیت
عقل کل	نفس کل	طبیعت کل
جوہر ھبا	شکل کل	جسم کل

رحمانی نور سے ملا کر یہ سب ایک شخص ہوا۔ لہذا یہ رحمٰن ہے یعنے الرحمٰن علی العرش استوی ہے یعنے رحمٰن عرش پر منور ہو گیا۔ یہی رحمانیت نور محمدی ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اب ایجاب والے مرتبوں میں سب سے پہلے عقل ہے۔ جس کا قلم بھی نام ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ اللہ نے پہلے عقل کو پیدا کیا۔

روحانی فلسفے یعنے تصوف والے حضرات فرماتے ہیں کہ یہی عقل جو پہلی مخلوق ہے روح محمدی کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ آنحضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ نے اپنے نبی کی روح پیدا کی اور دوسری جگہ فرمایا سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔

صفتیں

جتنی چیزیں موجود ہیں وہ عقل کے ذریعے سے معلوم ہوئیں۔

لیلۃ القدر

از مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ علی پوری

اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی فضیلت میں فرمایا
شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن، رمضان کا مہینہ وہ ہے
جس میں قرآن اوتارا گیا، قرآن کی فضیلت نے رمضان کو بھی
فضیلت بخش دی۔ سورۃ قدر میں فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ
فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں
اوتارا۔ اس آیت کو جب پہلی آیت کے ساتھ ملائیں تو
نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ لیلۃ القدر رمضان کے مہینے میں
ہے۔ اس امر میں کہ وہ خصوصیت کے ساتھ کونسی
رات ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں
تلاش کرو۔ بہت سی حدیثوں کے مطالعہ سے یہ معلوم
ہوتا ہے۔ کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے وہ
کوئی رات ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اکیسویں
رات کو ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔
شارع علیہ السلام کی طرف سے اس رات کا تعین نہیں
ہوا۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رات
کے تعین سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی
کسی تدبیر اور تصرف سے آپ کو اس سے روک دیا اس
رات کو راتوں میں اس لئے چھپایا گیا ہے تاکہ اس کو
پانے کی آرزو میں مسلمان رمضان کی تمام راتوں کو
رب تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر میں گذار دیں۔ زیادہ
مشہور یہی ہے۔ کہ رمضان کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر
ہے۔ قدر کے معنی عزت اور بزرگی کے ہیں اس
رات کا نام اس کی عزت اور بزرگی کے پیش نظر لیلۃ القدر
رکھا ہے۔ بزرگی اس کی یہ ہے کہ اس رات میں قرآن
شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اوتارا گیا یہ رات
اپنی معنوی خوبیوں کے اعتبار سے ایک ہزار مہینہ
کی راتوں سے جس کے ۸۳ سال چار ماہ ہوتے ہیں
بہتر ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ اس رات بیدار
رہ کر نیکی کرنے والے کو ۸۳ سال چار ماہ عبادت
کرنے کے ثواب سے زائد ثواب حاصل ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ کی بڑی نوازش ہے۔ ہم مسلمانوں پر کہ سال بھر
کی کوتاہیوں کا تدارک کر سکتے ہیں۔ اس رات میں جبریل
علیہ السلام ملائکہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نازل
ہوتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کو مل کر اس کو سلام کہتے ہیں۔
اس رات آئندہ سال تک جو کچھ عالم دنیا میں ہونا ہوتا
ہے۔ فرشتوں کو ان کے صحف اور رجسٹروں میں
لکھوایا جاتا ہے۔ اس رات میں سوائے خیر اور بھلائی
کے کوئی چیز مقدر نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا ہے کہ

اس رات کی علامت یہ ہے۔ کہ صبح کو سورج کی روشنی پھیکی پھیکی ہوتی ہے۔ کعب الاحبار سے روایت ہے کہ زمانہ سابق میں ایک بادشاہ نے جو بڑا صالح اور نیک تھا۔ ہزار مہینہ تک اپنے مال اور جان اور اولاد کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب نے جب یہ بات سنی تو آبدیدہ ہو گئے اور اس بادشاہ پر رشک آیا کہ ہم کو اتنا ثواب کیسے حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب پر سورۃ قدر نازل فرما کر مژدہ سنایا کہ تم لیلۃ القدر کی رات کو زندہ رکھ کر اس بادشاہ کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب پا سکتے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے ملک کی مدت اور ذوالقرنین کے ملک کی مدت پانچ پانچ ہزار مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو لیلۃ القدر دی۔ جو ان دونوں کے ملکوں سے جن کی مدت ایک ہزار مہینہ ہے۔ بہتر ہے

ایک روایت ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں چار بادشاہ ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے اسّی اسّی برس عبادت کی اور ایک لحہ بھر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ جو کوئی چاہے کہ مجھے ان چار بادشاہوں کی عبادت سے بھی بہتر ثواب ملے۔ وہ لیلۃ القدر کی رات کو عبادت کر کے پائے گا۔ لیلۃ القدر کی رات کو صدقہ کرنا۔ غریبوں، مسکینوں کی حاجت روائی کرنی اپنے اموات کے لئے ایصال ثواب کرنا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی علماء وصلحا اور مشائخ کی زیارت کو جانا۔ قرآن و حدیث کا پڑھنا اور سننا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ درود شریف پڑھنا۔ ماں باپ کو خوش کرنا توبہ استغفار کرنا مستحب ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی لیلۃ القدر کو چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الہاکم التکاثر ایک بار اور قل ہو اللہ احد تین بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سکرات الموت کو آسان کر دے گا۔

پیش کیا گیا وہ اس بار بھی نہ مانے۔ اس پر ابن ہبیرہ نے اعلان کیا۔

"اگر ابو حنیفہ نہ مانا تو ہم اس کی گردن پر کوڑے برسائیں گے۔"

یہ بات آخرت پر یقین رکھنے والے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی تو ان کی زبان سے یہ ایمان پرور الفاظ نکلے۔ "دنیا میں زدوکوب ہونا میرے لئے آخرت میں لوہے کے گرز سے پٹنے سے زیادہ آسان ہے۔ خدا کی قسم وہ مجھے قتل بھی کر دے تو یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا۔"

ابن ہبیرہ نے امام اعظم کے یہ الفاظ سنے تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا "وہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ میری قسم کے مقابلے میں قسم کھاتا ہے یہ عہدہ قبول نہیں کرے گا تو اس کے سر پر درے لگائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔"

امام ابو حنیفہؒ ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والے کب تھے۔ انہوں نے کمال بے نیازی سے فرمایا۔ "موت ایک ہی بار آئے گی۔"

ابن ہبیرہ نے جلاد کو حکم دیا کہ امام اعظمؒ کے درے مارے اس نے امام صاحب کی پیٹھ پر درے برسائے مگر امام موصوف کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی، وہ جانتے تھے کہ آخرت میں لوہے کے گرز دینا کے ان دروں سے زیادہ سخت ہوں گے۔

آخرت کے لئے دنیا کی قربانی

عثمان غنی

بہت سے لوگ اسی دنیا کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا میں کامیابی دولت وثروت اور جاہ وحشمت حاصل کرنے کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اصول اور حق کے لیے قربانی دینا ان کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اس کے برعکس خداوند تعالیٰ اور آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والے لوگ اس دنیا کے بجائے دوسری دنیا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ دنیا اور اس دنیا میں حاصل ہونے والی دولت، جاہ، اقتدار اور شہرت ان کی نظروں میں پرکاہ سے زیادہ قدر وقیمت نہیں رکھتی۔ یہ چیزیں اگر دین اور آخرت سنوارنے کے کام آسکتی ہوں تو انہیں استعمال کرتے ہیں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے لیکن ان سے آخرت بگڑتی اور دین میں خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر وہ ان کے قریب جانے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔

ان چیزوں کے حصول کے لیے منصوبے بنانا اور تگ ودو کرنا تو درکنار، اگر کسی مرد مومن کو یہ دنیا کی نعمتیں پیش بھی کی جائیں تو انہیں قبول نہیں کرتا۔ بڑے بڑے مناصب قبول کرنے کی فرمائش کی جائے تو وہ اسے ٹھکرا دیتا ہے، چاہے اس کے باعث اسے کتنے ہی سخت مراحل سے کیوں نہ گزرنا پڑے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ علیہ اموی دور میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے۔ علم حاصل کرنے کے بعد جب انہوں نے حق کو پہچانا اور اموی حکومت کو اس سے انحراف کرتے دیکھا تو صداقت کی مظلومیت سے ان میں اضطراب پیدا ہوا۔ ہشام بن عبد الملک بڑا بارعب اور باصلاحیت خلیفہ تھا۔ اس کے زمانے میں حضرت زید بن علی نے حکومت کے خلاف نعرہ جہاد بلند کیا۔ امام ابو حنیفہؒ حضرت زید بن علی کے مسلک کو حق پر سمجھتے تھے۔ انہوں نے حضرت زید کی مالی اور اخلاقی امداد کی ارباب حکومت کو اس پر بڑا غصہ آیا لیکن امام اعظمؒ کے خلاف کارروائی کا کوئی بہانہ ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ امام موصوف نے حضرت زید کی جو امداد کی تھی اس کا حکومت کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اس لیے ہشام کے معتمد علیہ گورنر نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وزارت قبول کرنے کے لیے کہا، اسے معلوم تھا کہ امام ابو حنیفہؒ یہ منصب قبول نہیں کریں گے تو ان کے خلاف کارروائی کا بہانہ مل جائے گا۔

امام اعظمؒ کے شاگرد اور معتقدین ابن ہبیرہ کے ان ارادوں سے آگاہ تھے۔ انہوں نے امام صاحب کو مشورہ دیا کہ وزارت قبول کر لیجئے۔ وزیر بننے کے بعد اصلاح کا کام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا "میں یہ منصب کیسے قبول کروں جب ابن ہبیرہ چاہتا یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے قتل کے احکام صادر کرے اور میں ان پر مہر لگا کر دستخط کروں۔ بخدا میں یہ منصب کسی صورت قبول نہیں کروں گا۔"

ابن ہبیرہ کے حکم سے امام اعظمؒ کو نظر بند کر دیا گیا۔ دو ہفتے وہ حوالات میں رہ چکے تو پھر ان کے سامنے یہ عہدہ

صالحین کی باتیں

(از صالح محمد صدیقی)

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک مرتبہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس امام نے پوچھا حضرت آپ کام کاج تو کچھ کرتے نہیں روٹی کہاں سے کھاتے ہیں آپ نے جواب دیا ذرا ٹھہرو مجھے نماز لوٹا دینے دو جو میں نے تمہارے پیچھے پڑھی ہے۔ کیونکہ جس امام کو یہ علم نہ کہ رزاق کون ہے؟ اس کی اقتدا جائز نہیں۔

سادگی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور اقتدار میں ایک عرب کا اونٹ مر گیا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ بیت المال سے خلیفہ وقت ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں چنانچہ وہ دور دراز کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچا۔ اور سیدھا حضرت علیؓ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ حضرت امام حسینؓ گھر پر موجود تھے انہوں نے اس بدو کا خیر مقدم کیا اور اس کے استفسار پر بتایا کہ امیرالمومنین کسی کام سے باہر تشریف لے گئے ہیں آپ نے اس عرب کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور خود اس کے لیے کھانا لینے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ مہمان عرب کے لیے پر تکلف کھانا تیار کر کے لائے۔ اور آپ کے سامنے دستر خوان چن دیا وہ عرب بولا۔ میں اس وقت تک یہ کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے اس غریب شخص کو اپنے ساتھ نہ بٹھاؤں گا۔ جو سوکھی روٹی پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا ہے،

حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا وہ میرے والد امیرالمومنین حضرت علیؓ ہیں۔ ان کا یہی دستور ہے کہ وہ خشک روٹی کھاتے ہیں۔

حاضر جوابی

ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ وقت نے طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ یہ عہدہ قبول کروں۔

خلیفہ وقت بولے تم جھوٹ کہتے ہو۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فوراً جواب دیا جھوٹا شخص تو قاضی کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اسے قاضی القضاۃ بنا دیا جائے۔

خلیفہ یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

چورن

حضرت عبداللہ بن عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص ہاضمہ کا چورن لے کر حاضر ہوا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا "ہاضم طعام"۔ آپ نے پوچھا اس کا فائدہ؟

اس شخص نے جواب دیا۔ یہ چورن بھوک کو بڑھاتا اور غذا کو ہضم کرتا ہے آپ مسکرائے اور فرمایا۔ مجھے عرصہ دراز سے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا جو ہاضم طعام کی ضرورت ہو۔ بھوک کبھی ختم نہیں ہوتی جو انتہا کی طلب ہو۔

تقریر بر سیرت النبیؐ

بصدارت پرنسپل ٹریننگ کالج لائلپور

صدر محترم اور معزز حاضرین۔ سیرت النبی کے معنی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ فضیلت۔ پاکیزہ اخلاق و عادات۔ پاکیزہ اوصاف و محاسن کا بیان کرنا ہے۔

آج میں آپ حضرات کے سامنے اپنے آقا۔ اپنے مولیٰ۔ خواجۂ بطحاؐ۔ ساقیٔ کوثر۔ سیدِ کائنات۔ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پاک کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ بھلا جس نورِ معظم کی تعریف میں خود خدائے بزرگ و برتر نے قرآن حکیم میں یٰسین و طٰہٰ۔ مزمل و مدثر ارشاد فرمایا ہو۔ یہ بیچارہ عبدالرحمٰن متعلم جماعت ہشتم قیدیہ ناچیز کیا بیان کر سکتا ہے۔ ہاں اس مائی کی طرح جو سوت کی اَٹی لے کر پیغمبرِ عالی مقام سیدنا یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے مصر کے بازاروں میں محض اس لئے گئی کہ روزِ قیامت میں خریداروں میں میرا نام بھی شمار ہو گا۔

محترم حضرات!

یہ وہی نورِ مجسم ہیں۔ جن کو نو عمری اور بچپن میں ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ اور محبت تھی۔ غارِ حرا اس کی شاہد ہے۔ رسالت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد اہل مکہ آپؐ کے جانی دشمن ہو گئے۔ کیونکہ آپ کو شرک۔ بت پرستی اور بد اعمالی سے سخت نفرت تھی۔ اور تمام اہل مکہ بت پرست تھے۔ اب اہل مکہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت یعنی توحید پرستی منوانی مقصود تھی۔ اس جانکاہ مرحلہ میں بھی آپؐ رات کے وقت اتنا قیام فرماتے۔ کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔ اور ادھر قریشِ مکہ نے اتنی تکلیفیں پہنچائیں۔ جو احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ لیکن صدقے جاؤں آپ کی ذاتِ اقدس کے کہ پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ اور ڈنکے کی چوٹ فرما دیا۔ کہ تبلیغ حق ہر حال میں ہو کر رہے گی۔ خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔ استقلال کے لئے جنگ بدر۔ جنگ احد اور جنگ حنین بے مثل مثالیں شاہد ہیں۔

انکساری:۔ انکساری کا یہ عالم تھا۔ کہ جب مکہ معظمہ پر فتح کا جھنڈا لہرایا گیا۔ اور دس ہزار کا لشکرِ جرار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین آپ کے ہم رکاب تھا۔ آپؐ قصوا اونٹنی پر سوار تھے اور سر مبارک اللہ تبارک و تعالیٰ اسمہم کی بارگاہ عالیہ میں جھکا ہوا تھا۔

صداقت و امانت:۔

صداقت اور امانت کے لحاظ سے اہل مکہ نے آپؐ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کیا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے۔ کہ صداقت نیکی کی طرف اور نیکی بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ پیارے حضرات۔

ابوجہل ۔ حارث بن عامر ، ابو سفیان وغیرہ جانی دشمنوں
نے بھی آپؐ کے صادق ہونے اور امین ہونے کا
ثبوت دیا ۔

عدل و انصاف

انصاف کا ملاحظہ فرمایئے ۔ ایک یہودی عورت
نے چوری کی ۔ آپؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ۔
یہودیوں نے حضرت اسامہؓ کو سفارش کے لیئے بھیجا ۔
آپؐ نہایت ناراض ہوئے ۔ اور فرمایا ۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیٹی بھی ہوتی ۔ تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ۔

عفو و درگذر

عفو و درگذر کی یہ کیفیت تھی ۔ کہ مکہ معظمہ میں صفوان
نامی مشرک رئیس اعظم تھا ۔ اس نے عمیر بن وہب کو کہا ۔ کہ تم مدینہ
منورہ جا کر چپکے سے حضرت محمد صلعم کو قتل کر آؤ ۔ میں تمہارے
قرض کا ذمہ وار ہونگا ۔ اور تمہارے بال بچے کے خرچ کا بھی
ذمہ وار ہوں ۔ عمیر نے تلوار کو زہر میں بجھایا اور وہ مدینہ
منورہ چلا گیا ۔ جاتے ہی حضرت عمر فاروق رضؓ نے دیکھ لیا ۔
اور پکڑ کر حضور کی خدمت گرامی میں لے گئے ۔ آپؐ نے
فرمایا چھوڑ دو ۔ آپؐ نے فرمایا عمیر کیسے آنا ہوا ۔ عمیر
نے جواب دیا ۔ قیدی کو چھڑانے آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا
یہ تلوار کیسی ۔ عمیر نے جواب دیا آگے تلواروں نے کیا کیا ہے
آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو ۔ جواب دیا ۔ ہاں سچ کہتا ہوں ۔
آپؐ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں صفوان نے تمہارے قرض
کا ذمہ لیا ۔ اور تمہارے بال بچے کا خرچ برداشت کر کے میرے
قتل کے لئے نہیں بھیجا ۔ عمیر نے کہا درست ہے ۔ آپؐ
بیشک نبی ہیں ۔ کیونکہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا
کوئی پاس نہ تھا ۔ آپؐ نے معاف فرما دیا ۔ اور عمیر قدموں
میں گر پڑا ۔ اسلام سے مشرف ہو گیا ۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط

ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیئے رحمت بنا کر
بھیجا ہے ۔

معزز حضرات ! مثال کے طور پر زندہ طائف
والوں کا حال ملاحظہ فرمایئے ۔ آپؐ کو لہولہان کر دیتے ہیں ۔
اور آپؐ فرماتے ہیں ۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اللہ میری قوم کو ہدایت دے ۔ کیونکہ یہ مجھے جانتے
نہیں ۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ کبھی غصے میں آتے
نہیں ۔ رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں ۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ جن کے حق میں فرمایئں ۔

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ط

یہ حبیب الرحمٰن بچارا آپ کے خلق عظیم اور
سیرت پاک کے متعلق کیا تقریر کرے اور پھر
۵ منٹ ۔ ایں خیال است و محال است و جنون ۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ ط

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔

الغرض آپ کا دین مکمل اور آپؐ کامل انسان تھے ۔ بس یہ
تقریر ۵ منٹ میں ختم ہوئی اور ضلع بھر میں اول آنے پر
کپ ۔ سرٹیفیکیٹ اور اسلامی کتاب انعام میں ملی ۔

المرسلہ : نیاز مند شیخ غلام جیلانی پراچہ جناح کالونی
سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ لائلپور ۔

نزولِ انوارِ الٰہی

حیدر آباد دکن۔ انڈیا کے غلامان امیر ملت شاہ جماعتؒ دیدار حیدر شاہ کو ترستے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اعم نوالہ نے ہماری دعا قبول فرمائی۔ بروز ہفتہ بتاریخ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۶۴ء بوقت ۹ ساعت شب بمقام نام پلی اسٹیشن ریلوے۔ الحاج حافظ علامہ پیر سید ناحیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی مع بیگم صاحبہ تشریف لائے حضرت شمس الملت بنفس نفیس اسٹیشن پر تشریف لائے۔

یاران طریقت تشنہ لبان دیدار کا ہجوم تھا......... یاران طریقت نے جوں ہی حضرت معین الملت مدظلہ کو دیکھا بے تاب ہو گئے۔

معین الملت زندہ باد آل جماعتؒ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے اسٹیشن گونجا سینکڑوں ہار پھولوں کے پہنائے گئے۔ پھولوں سے سجی ہوئی موٹر میں ہمارے مہمان ذی وقار برکت پورہ تشریف لے گئے ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ کو ہمارے مہمانوں نے بلدہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی کچھ سیر فرمائی پتھر گٹی جمعہ مسجد قدیم چار مینار۔ مکہ مسجد وغیرہ دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

بیگم بازار میں بر مکان الحاج قاری محمد شہاب الدین صاحب مرحوم جلسہ استقبالیہ منعقد ہوا۔ اندرون خانہ اور بیرون خانہ اس قدر ہجوم تھا۔ کہ تل دھرنے کی کہیں جگہ نہیں تھی۔ حضرت معین الملت کی آمد کی خبر اخبار میں نہیں دی گئی تھی۔

پھر بھی اس قدر مجمع تھا۔ سبحان اللہ۔ شعراء کرام نے اپنے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا

محدث ہزاروی مدظلہم العالی کی قابل تقلید اعانت

واقف اسرار طریقت واننائے راز شریعت حضرت الحاج مولانا پیر سید محمود شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد۔ حویلیاں ضلع ہزارہ نے جنوری کا رسالہ پانچ سو کی تعداد میں خرید کر رسالہ انوار الصوفیہ کی گرانقدر اعانت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ہر ماہ اپنے مریدین سے بیشتر رسالہ کے لئے خریدار بناتے رہتے ہیں اور ادارہ کی مطبوعہ کتب بھی بڑی تعداد میں خرید کر ادارہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

ادارہ انتخاب کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے

حلقۂ ذکر

لائلپور۔ شیخ غلام جیلانی پراپیگنڈا سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ

مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک تمام پیر بھائیوں کا ہفتہ وار اجتماع برکارخانہ میسرز "اقبال کیلیکو" سمندری روڈ منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً ۲۰-۲۵ دوستوں نے شرکت کی اور بڑی شان و شوکت سے اجتماع کے کمرہ کو ریشمی پھولدار کپڑوں سے سجایا گیا تھا۔ جس میں ختم خواجگان اور حلقۂ ذکر کی ایک نرالی شان پیدا ہوگئی اور دوستوں نے بڑے ذوق سے اس سارے پروگرام کو انجام دیا۔ اس کے بعد درود اور محبت سے شیخ افتخار احمد صاحب نعت خواں اور قاری حافظ نور محمد صاحب نے سلام پڑھایا اور نعت خوانی کی۔ اہل خانہ کی محبت اور شوق کی برکت سے یہ اجلاس ایسا پُرنور اور بارونق تھا۔ جو کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد حاجی محمد شریف و حاجی عبد الغنی صاحبان اہل خانہ مالکان "اقبال کیلیکو" نے بڑی محبت سے سالن روٹی اور حلوہ دوستوں کو پیش کرکے بڑی تواضع کی۔ اور شوق کا ایک خاص پہلو قابلِ ذکر ہے۔ کہ حاجی محمد شریف صاحب نے گوشت کا سالن اپنے ہاتھ سے خود بہت لذیذ پکایا اور حاجی عبد الغنی صاحب نے اپنے ہاتھ سے حلوہ نہایت شاندار اور لذیذ پکا کر پیش کیا۔ اور انتظام بھی قابل تعریف تھا۔ کھانے کے بعد چائے پلائی گئی اور پھر دعائے خیر کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔

حلقۂ ذکر

بروز جمعہ مؤرخہ ۳۰ر جنوری ۱۹۶۷ء کو تمام پیر بھائیوں کا ہفتہ وار اجتماع بر مکان چوہدری محمد لطیف صاحب ڈائی گٹر ماڈل ٹاؤن اے میں ہوا جس میں تقریباً بیس پچیس دوستوں نے شرکت کی اور ختم خواجگان و حلقۂ ذکر اور درود و سلام کے بعد پرتکلف دعوتِ طعام سے تمام مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی اور چونکہ برادرم محمد لطیف کے گھر ایک ہفتہ پہلے مولا کریم نے مہربانی فرماتے ہوئے چودہ سال کے بعد فرزند ارجمند عطا فرمایا تھا۔ اس لئے تمام پیر بھائیوں نے بے حد مسرت کے ساتھ مبارک باد دی۔ اور خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اسی خوشی میں تمام یاروں کو چار چار لڈو تقسیم کیے گئے اور بعد میں برکت کے لئے جناب حافظ مولانا قاری نور محمد صاحب نے نعتِ رسولِ اکرم بڑے درد ذوق اور محبت سے سنائی۔ جس سے مجمع میں ایک کیف طاری ہو گیا اس کے بعد قاری صاحب نے ہی دعائے خیر فرمائی اور نو مولود بچے کی عمر درازی کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور پھر اجتماع برخواست ہوا۔

اعلان

فقیر برادرانِ طریقت کو خصوصاً اور اہل اسلام کو عموماً اطلاع دیتا ہے۔ کہ رباط جماعت منزل مدینہ منورہ میں دو منزلیں تیار ہو چکی ہیں۔ اور تیسری منزل کا کام شروع ہے۔ جو یاران طریقت یا اہل اسلام اس میں قیام کرنا چاہیں۔ وہ اس پتہ پر پہلے اطلاع دے دیویں تاکہ ان کے لئے کمرہ مخصوص کر دیا جاوے۔ اگر اطلاع نہ دیویں تو پھر شکایت کی کوئی گنجائش نہیں۔ کرایہ وغیرہ کوئی نہیں لیا جائے گا۔

پتہ:۔ بخشی مصطفٰے علیخاں صاحب، باب الہمام۔ حارۃ الاغوات مدینہ منورہ۔ سعودی عرب۔

اخبار آستانہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور شریف

عالی جناب زبدۃ العارفین .... قدوۃ السالکین حضرت الحاج شمس الملت مولانا پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی حیدر آباد دکن تشریف فرما ہیں۔ وہاں کے یاران طریقت کی التجاؤں اور درخواستوں کو قبول کر کے رمضان المبارک مہینہ آپ وہیں گذاریں گے۔ عالی جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت علامہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہم العالی دربار شریف علی پور شریف میں رونق افروز ہیں۔ عالی جناب مولانا الحاج پیر سید انوار حسین شاہ صاحب عالی جناب مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب۔ عالی جناب پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و دیگر صاحبزادگان مدظلہم العالی علی پور شریف جلوہ افروز ہیں۔ حضرت مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مسجد نور میں قرآن مجید سنا رہے ہیں۔ آپ ستائیسویں کو قرآن شریف ختم کریں۔ اس مبارک تقریب میں نعت خوانی ہوگی اور حضرت مولانا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی قرآن شریف کے فضائل میں وعظ فرمائیں گے۔

مدرسہ نقشبندیہ کا داخلہ دس شوال کو شروع ہوگا۔ شائقین علم دین داخل ہو کر دین کے علم سے بہرہ ور ہوں۔ حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب صدر مدرسین نہایت قابل اور محنتی استاد ہیں۔ خصوصاً علم منطق و معقول اور فلسفہ میں ان کو بڑا دخل ہے۔ بہت سے طلباء ان سے مستفیض ہو کر فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس شریعت کے باغ کو ہمیشہ سرسبز رکھے۔ آمین

بقیہ الٰہیات

عقل سے جو کچھ معلوم ہوا جب ہم حق کی طرف اس کی نسبت کرینگے تو یہ سب اُس صفتیں کہلائینگی۔

اسم (نام)

اور جب حق کو ان صفتوں کی طرف نسبت دینگے۔ تو یہی ایک نام ہو جائے گا۔ لیکن یہ صفتیں اور نام حق کی ذات سے باہر نہیں۔

(باقی دارد)

ناچیز مکرم احمد عرف میر نذر علی درد
کاکوروی قلندری انوری

اخبار یاران طریقت

حلقۂ ذکر کوہاٹ:-

کوہاٹ میں حلقۂ ذکر صرف جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ بر مکان بابو غلام حسین صاحب ہوتا ہے۔ جس میں ختم شریف شجرہ شریف قرآن شریف اور نعت خوانی کا پروگرام ہوتا ہے۔ صوفی محمد اکبر صاحب ملفوظات پڑھ کر سناتے ہیں۔

ارتحال:-

کوہاٹ میں ہمارے دیرینہ اور مخلص یار طریقت محمد دل خاں سکنہ گڑھی موازخاں انتقال فرما گئے ہیں اور صوفی محمد اکبر صاحب کی دختر نیک اختر کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ جملہ قارئین رسالہ ان دونوں کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین ادارہ الانوار الصوفیہ مرحومین کے لواحقین کے ساتھ دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

(بقیہ عدلِ جہانگیری)

عرض کی۔

"حضور خطاوار ہوں۔ مجھ پر رحم فرمایا جائے"

میں نے کہا! مجھ سے رحم چاہتے ہو! ایک شرابی سے اس عورت نے تجھے میرے سر کی قسم دی۔ اس وقت تجھے کچھ خیال نہ آیا۔ بلکہ تو نے نہایت بیحیائی سے میری موجودگی میں جواب دیا۔ کہ

"بادشاہ شرابی ہے۔ وہ محل میں پڑا سوتا ہوگا۔"

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم شراب پیتے ہیں۔ لیکن غفلت اور بدمستی کا الزام محض تہمت ہے۔ میں تجھے کشتنی اور گردن زدنی سمجھتا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ تو نے مجھے شرابی کہا۔ اور نہ ہی اس لیے کہ تو نے میرے سر کی قسم کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اس لیے کہ تو ایک غریب عورت کی آبرو لینے آیا۔ اور غریب عورت کو ستایا۔

یہ کہہ کر میں نے تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ امیر کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ پرچہ نویس کو حسن کارکردگی کے صلہ میں سو اشرفیاں عطا کیں عورت سے فرمایا"

"کہ تو میری رعایا کے لیے نیک نمونہ ہے۔ ہم تیری پاکدامنی سے بہت خوش ہوئے۔ اور تیرے خوش قسمت خاوند کو مقتول امیر کی منقولہ وغیر منقولہ ساری جائداد بخشی۔ اب تم واقعی ایک امیر کبیر کی بیگم ہو"!

یہ کہہ کر میں اپنے محل کو لوٹ آیا۔

(تزک جہانگیری سے آزاد ترجمہ)

جملہ یاران طریقت اور قارئین رسالہ رانا بشیر احمد خاں صاحب کیلئے خلوص دل سے دعا کریں

جناب رانا بشیر احمد خاں صاحب جو یاران طریقت میں ایک مخلص اور مشہور ہستی ہیں۔ اور جن کو سب یار جانتے ہیں۔ ان پر ایک جھوٹا قتل کا کیس بن گیا ہے۔ رانا صاحب اس میں بالکل بیگناہ ہیں۔ رانا صاحب کی خاندان حضرت قبلہ عالم اقدس سرہٗ سے جو عقیدتمندی اور محبت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ لنگر کے خیر خواہ اور حضرت والد صاحب (سراج الملت) کی جو خدمات انہوں نے کی ہیں۔ کسی دوسرے پیر بھائی سے ان کی انجام دہی بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے ان کے قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہونے سے حضرت قبلہ عالم اقدس سرہٗ کے خاندان کے تمام افراد بہت متاثر اور مغموم ہیں۔ اور شب و روز ان کی رہائی کے لئے مصروف دعا ہیں۔ جملہ یاران طریقت اور قارئین رسالہ کی خدمت میں پرزور استدعا ہوں کہ نمازوں کے بعد اور ختم خواجگان اور حلقۂ ذکر کی پاک مجالس میں خلوص قلب کے ساتھ تفرع و زاری سے اس وقت تک دعا کو اپنا روزمرہ کا معمول بنالیں۔ جب تک کہ وہ باعزت بری نہیں ہو جاتے۔

سید اختر حسین شاہ علی پوری

ادارہ انوار الصوفیہ جناب رانا بشیر احمد خاں صاحب کی رہائی اور خلاصی کے لئے شب و روز دست بدعا ہے رب تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کا صدقہ۔ رانا صاحب کو بہت جلد رہائی عطا فرمائے آمین

ارتحال :۔ نہایت رنج و غم اور دل اندوہ سے یہ خبر درج کی جاتی ہے۔ کہ حضرت الحاج مولانا حافظ صوفی غلام حسین صاحب چک نمبر ۵ متصل پھلوال ضلع سرگودھا فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا علیہ راجعون جناب حافظ صاحب اور اس کا سارا ہی خاندان حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری رضی اللہ عنہ کے غیر معمولی عقیدتمند ہے حافظ صاحب کو پیر خانہ سے جو محبت اور شفتگی کی تھی۔ وہ بہت زیادہ تھی۔ مسائل تصوف کو خوب جانتے تھے۔ جملہ قارئین رسالہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خداوند کریم ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ ادارہ انوار الصوفیہ کو حافظ صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔

جن بزرگوں اور دوستوں نے ماہ جنوری میں ماہنامہ انوار الصوفیہ کی زکوٰۃ سے اعانت فرمائی ان کا اسم گرامی بصد شکریہ درج ذیل ہے

۱۔ جناب محمد اشرف مرزا برانڈرتھ روڈ لاہور ——— ۲۵.۰۰ روپے

۲۔ جناب حاجی دین محمد صاحب چک نمبر ۱۰۴ ضلع بہاولپور ——— ۱۵ ″

۳۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب دوکاندار منڈی بھیرو دل ——— ۱۰ ″

۴۔ جناب شیخ غلام جیلانی صاحب مالک صداقت سوزری لائلپور ——— ۲ نئے خریدار

۵۔ حاجی دین محمد صاحب چک نمبر ۱۰۴ بہاولپور ——— ۱ ″ ″

چھٹی چیز اس کے پاؤں ہیں : وہ اپنے پاؤں سے نہ چلے اللہ کی نافرمانی میں بلکہ چلے اس کی رضا اور طاعت میں اور نیکوں اور عالموں کی صحبت کی طرف، ساتویں چیز اس کی طاعت ہے وہ اپنی طاعت کو خالص اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریم کے لئے کرے۔ اور ریا و نفاق سے ڈرتا رہے، جب ان تمام مذکورہ چیزوں پر اس نے عمل کیا تو وہ ان لوگوں سے ہوا جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالآخِرَۃُ عِندَ رَبِّکَ لِلمُتَّقِینَ اور آخرت نزدیک تیرے رب کے پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اور دوسری آیت میں ہے اِنَّ المُتَّقِینَ فِی جَنّٰتٍ وَّعُیُونٍ، تحقیق پرہیزگار باغات اور چشموں کے مالک ہوں گے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ المُتَّقِینَ فِی جَنّٰتٍ وَّنَعِیمٍ، تحقیق پرہیزگار باغات اور نعمتوں میں ہوں گے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ المُتَّقِینَ فِی مَقَامٍ اَمِینٍ تحقیق متقین امن والے مقام میں ہوں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً وہ قیامت کے دن آگ سے نجات پائیں گے۔ ایمان دار کے لئے لائق ہے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو۔ اور اس کے عذاب سے ترسگار ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَقنَطُوا مِن رَّحمَۃِ اللّٰہِ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور، اللہ کی عبادت کرے اور رجوع کرے اپنے افعالِ قبیحہ سے اور توبہ کرے اللہ کی طرف۔

حکایت :۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے زبور کی تلاوت کر رہے تھے کہ آپ نے مٹی میں ایک سرخ رنگ کا کیڑا دیکھا آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو کلام کرنے کی اجازت دی۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرا دن تو یوں گزرتا ہے کہ اللہ نے مجھ کو الہام کیا ہے کہ ہر روز سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ، ہزار مرتبہ کہوں۔ اور رات کو میرے رب نے مجھکو الہام کیا ہے کہ ہر رات کو، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلِّم ہزار مرتبہ کہوں۔ تو کیا کہتا ہے تاکہ میں تجھ سے فائدہ حاصل کروں۔ داؤد علیہ السلام کیڑے کو حقیر جاننے پر پشیمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور اس کی طرف توبہ کی اور اس پر توکل کیا۔ منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی لغزش کو یاد کرتے تو بیہوش ہو جاتے اور آپ کے قلب کے اضطراب کی آواز ایک میل سے سنی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف فرشتہ بھیجا، اس نے کہا کہ جبار تجھ پر سلام پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ وہ دوست سے ڈرتا ہو؟ انہوں نے کہا کہ اے جبرئیل جب میں اپنے گناہ کو یاد کرتا ہوں اور اس کے عذاب کو سوچتا ہوں تو اپنی خلت اور دوستی کو بھول جاتا ہوں؛ یہ ہیں احوالِ انبیاء اور اولیاء اور صالحین کے، اس میں غور کر،

دوسرا باب : اللہ تعالےٰ کے خوف کے بیان میں ۔ ابواللیث فرماتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر اللہ کے فرشتے ہیں۔ جب سے ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے تب سے وہ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اسی طرح وہ قیامت کے دن تک سجدے میں پڑے رہیں گے۔ ان کے جسم کا گوشت اللہ کی مخالفت کے خوف سے کانپتا رہتا ہے۔ جب قیامت ہو گی تو وہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے۔ اور کہیں گے سُبحانکَ مَا عبدناکَ حقّ عبادتکَ' تیری ذات پاک ہے۔ ہم سے عبادت میں تیری عبادت کا حق ادا نہ ہوا۔ یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ' وہ اپنے رب سے اپنے اوپر سے ڈرتے ہیں۔ اور جس چیز کا ان کو حکم ہوتا ہے وہ کرتے ہیں۔ یعنی وہ ایک لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب اللہ کے خوف سے بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جس طرح درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔ **حکایت** :- ایک مرد کا دل ایک عورت پر آ گیا وہ عورت اپنی کسی حاجت کے لئے قافلے کے ساتھ باہر نکلی اور جنگل کی طرف گئی۔ اس مرد نے جو اس کے ساتھ ہی آیا تھا دیکھا کہ اب یہ اکیلی ہے اور لوگ سو چکے ہیں۔ اس نے بے دھڑک اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا اور اس سے بدکاری کا طالب ہوا۔ عورت نے کہا دیکھ! کیا سب لوگ سو گئے ہیں۔ وہ یہ بات سُن کر بہت خوش ہوا کہ میری تمنا پوری ہو گی۔ وہ اٹھا اور اِدھر اُدھر قافلے کے ارد گرد گھوما اور پھر واپس آ کر کہا سب لوگ سو رہے ہیں' کسی قسم کا کوئی کھٹکا نہیں ہے۔ عورت نے کہا اللہ کے متعلق تیرا کیا گمان ہے کیا وہ اس وقت سو رہا ہے یا جاگتا ہے' مرد نے کہا اللہ نہیں سوتا اسے تو اونگھ بھی نہیں آتی لا تاخذہٗ سِنَۃٌ وَّلا نوم ' نہ اس کو اونگھ پکڑے اور نہ نیند' عورت نے کہا جو نہیں سویا اور نہ ہی وہ سوتا ہے۔ وہ ہم کو دیکھتا ہے۔ اگرچہ لوگ ہم کو نہ دیکھیں۔ جب ہم ان لوگوں سے جو سونے والے ہیں، ڈرتے ہیں تو جو سوتا نہیں اور ہمیشہ جاگتا ہے وہ زیادہ اس لائق ہے کہ ہم اس سے ڈریں۔' اس آدمی نے اللہ کے خوف سے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس نے توبہ کی اور اپنے وطن کو لوٹ آیا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کو کہا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے اس نے کہا مجھکو بخش دیا ہے اس لئے کہ میں اللہ سے ڈرا اور گناہ کو ترک کیا۔ **حکایت** :- بنی اسرائیل کی قوم میں ایک عابد تھا اور اس کے بال بچے بھی تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ غربت و افلاس اور تنگدستی میں اس حد تک مبتلا ہوا کہ بھوک نے اس کو اور اس کے بال بچے کو مضطر اور لاچار کر دیا۔ اس نے اپنی عورت کو کہا کہ تو ہی کہیں سے اپنے بچوں کے لئے کسی سے کھانا مانگ کر لا، اس کی عورت

ایک سرمایہ دار تاجر آدمی کے گھر میں آئی کہ یہ شخص میری غربت پر رحم کھا کر میرے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے یقیناً کچھ دے گا۔ جب اس نے اپنے بچوں کے لئے اس سے طعام کا سوال کیا تو اس نے کہا میں اس شرط پر تیرے سوال کو پورا کروں گا کہ تو مجھکو اپنے نفس پر قادر بنائے اور میں اپنی شہوت کو تجھ سے پورا کروں، عورت اس کی یہ بات سُن کر خاموش ہو گئی اور اپنے گھر کو لوٹ آئی اور دیکھا کہ بچے بھوک کی شدت اور تیزی سے چلّا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں ہائے اماں مر گئے! ہائے اماں مر گئے!! ہمیں کھانے کے لئے کچھ دو، وہ عورت اپنے بچوں کے حال کو دیکھ کر بے تاب ہو گئی اور پھر اس مرد کے پاس جا کر اپنے بچوں کے لئے سوال کیا اس نے پھر وہی سوال دُہرایا جو اس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔ عورت نے اپنے بچوں کی خاطر اس کی بات کو مان لیا۔ جب وہ اس مرد کے ساتھ ایک کمرہ میں تنہا ہوئی تو اللہ کے خوف سے اس کے جوڑ اس طرح کانپنے لگے کہ قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے جُدا ہو جائیں۔ اس مرد نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عورت نے کہا میں اللہ سے ڈر رہی ہوں، مرد نے کہا جب تو اس غربت و افلاس اور تنگدستی کی حالت میں اللہ سے اتنا ڈر رہی ہے تو مجھے تجھ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے۔ یہ بات کہہ کر وہ اپنے بُرے ارادے سے باز آ گیا اور اس عورت کی جو حاجت تھی اس کو ثواب کی نیت سے اس نے پورا کیا۔ وہ عورت بہت سی نعمتیں لے کر اپنے بچوں کے پاس آئی جب بچوں نے ان نعمتوں کو دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں بن فلاں کو کہہ دیجئے کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اس مرد کے پاس آئے اور اس کو کہا شاید تو نے کوئی نیک کام کیا ہے جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان راز ہے، اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اس کو رب تعالےٰ کا پیغام پہنچایا کہ اس نے تیرے گناہ بخش دیئے ہیں (یہ قصہ مجمع اللطائف میں بھی اسی طرح مذکور ہے)

روایت کی گئی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ رب تعالےٰ نے فرمایا میں اپنے بندے میں نہ دو خوفوں کو جمع کرتا ہوں اور نہ دو امنوں کو جمع کرتا ہوں، جو کوئی مجھ سے دُنیا میں خوف کھاتا ہے میں اس کو آخرت میں امن عطا کرتا ہوں۔ اور جو کوئی مجھ سے دنیا میں بے خوف رہتا ہے میں اس کو آخرت میں خوف میں مبتلا کرتا رہوں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (وَقَالَ فِی آیَۃٍ اُخْریٰ) فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ) پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو (اور دوسری آیت میں فرمایا) پس تم ان سے خوف نہ کھاؤ اور مجھ سے خوف کھاؤ، اگر تم ایمان دار ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت سنتے تو بوجہ خوف کے گر پڑتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دن آپ نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا، کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا اور میں کوئی قابلِ فخر یا قابلِ ذکر چیز نہ ہوتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ میری ماں مجھ کو نہ جنتی۔ اور بہت رویا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ اور آنسوؤں کی کثرت سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پیدا ہو گئی ہوئی تھیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتا ہے وہ ہرگز نار میں داخل نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ دوہا ہوا دودھ پھر واپس تھنوں میں آئے — زقائق الاخبار میں ہے ایک بندے کو حساب کے لئے قیامت کے دن لایا جائے گا اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوگا۔ اس کی پلکوں کے بالوں سے ایک بال کلام کرے گا! اے رب تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے " جو کوئی اللہ کے ڈر سے روئے گا اللہ اس کی آنکھ کو نار پر حرام کر دے گا۔ تحقیق میں تیرے ڈر سے روتی ہوں پس اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ اور اس کو نار سے خلاصی دے گا۔ ایک بال کی برکت سے جو دنیا میں اللہ کے خوف سے رویا کرتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام ندا کریں گے فلاں ابن فلاں نے ایک بال کی برکت سے نجات پائی۔ بدایۃ الہدایۃ میں ہے قیامت کے دن جہنم کو لایا جائیگا وہ ایک ٹھنڈی سانس لے گی۔ تمام لوگ اس کے خوف سے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً اور تو ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا دیکھے گا۔ ہر گروہ کو اس کے اعمالنامہ کی طرف بلایا جائیگا۔ جب وہ دوزخ کے قریب آئیں گے تو وہ اس کے غضب اور چلانے کو سنیں گے اس کا چلانا ایک میل کی مسافت سے سنا جائیگا۔ اور ہر ایک یہاں تک کہ انبیاء بھی نفسی نفسی کہیں گے مگر تمام پیغمبروں کے برگزیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی کہیں گے۔ جہنم سے پہاڑ کی مانند آگ نکلے گی امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس کو دفع کرنے کی کوشش کرے گی اور کہے گی اے آگ تجھے نماز پڑھنے والوں کے حق کی قسم ہے۔ تجھے صدقہ دینے والوں کے حق کی قسم ہے، تجھے خدا سے ڈرنے والوں کے حق کی قسم ہے، تجھے روزہ رکھنے والوں کے حق کی قسم ہے! لوٹ جا! چل جا! وہ نہیں جائے گی، پھر جبریل علیہ السلام پکاریں گے اے آگ تو نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا قصد کیا، ٹھہر جا ابھی تیرا علاج کرتا ہوں، جبریل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانی کا ایک پیالہ دیں گے اور عرض کریں گے حضور آپ اپنے دستِ کرم سے آگ کے منہ پر چھینٹا ماریں۔ حضور علیہ السلام جب چھینٹا ماریں گے تو وہ فوراً ٹھنڈی ہو جائے گی۔ حضور علیہ السلام پوچھیں گے یہ پانی کیا ہے

جبریل علیہ السلام عرض کریں گے حضور یہ پانی آپ کی گنہگار امت کے آنسوؤں کا پانی ہے۔ جو اپنے گناہوں کو یاد کر کر کے رویا کرتے تھے۔ اب مجھے حکم ہُوا کہ دوزخ کی آگ کو بجھانے کے لئے میں آپ کو وہ پانی دوں تاکہ آپ اس کا آگ پر چھینٹا لگائیں۔ اور وہ اللہ کے حکم سے بجھ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اکثر فرمایا کرتے تھے:

اللّٰھم ارزقنی عینین تبکیان من خشیتک قبل ان لایکون الدمع

اے اللہ تو مجھ کو اپنے خوف سے رونے والی آنکھیں دے کہ وہ آنسوؤں کے ختم ہونے سے پہلے پہلے روتی رہیں۔

شعر: اعینی ھلا تبکیان علی ذنبی ۔ تناثر عمری من یدی ولا ادری

اے میری آنکھوں تم میرے گناہوں پر کیوں نہیں روتی ہو۔ میری عمر کے موتی میرے ہاتھ سے بکھر گئے اور مجھکو معلوم نہ ہُوا

حدیث میں آیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما من عبد مؤمن یخرج من عینیہ من الدموع مثل راس الذباب من خشیۃ اللہ تعالیٰ فیصیب حرّ وجہہ فتمسۃ النار ابداً

ترجمہ:- نہیں کوئی بندہ ایماندار کہ نکلے اس کی آنکھوں سے آنسو مثل مکھی کے سر کے اللہ کے ڈر کے ساتھ پس پہنچے اس کی گرمی اس کے چہرے کو کہ چھوئے اس کو آگ کبھی۔ (یعنی ایسے شخص کو جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکلیں اور اس کی گرمی اس کے چہرے کو محسوس ہو کبھی بھی دوزخ کی آگ میں نہیں جلایا جائیگا)

حکایت:- محمد بن منذر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ روتے تھے تو اپنی داڑھی اور چہرے کو اپنے آنسو مل لیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آگ اس جگہ کو نہیں چھوئے گی جس کو آنسوؤں نے چھوڑا ہوگا۔ پس مومن کے لئے یہی لائق ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اپنے نفس کو شہواتِ نفسانیہ سے روکتا رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی پس لیکن جس نے سرکشی کی اور دُنیا کی زندگی کو پسند کیا پس تحقیق دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ اور لیکن جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے خوف کھایا پس تحقیق جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔"

جو کوئی چاہتا ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے نجات پائے اور اس کے ثواب اور رحمت کو حاصل کرے

اس پر لازم ہے کہ دنیا کی سختیوں اور اللہ کی طاعت پر صبر اور معاصی سے اجتناب کرے۔
زهرة الرياض میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو ملائکہ ہر قسم کی بھلائی اور نعمت کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے۔ اور ان کے لئے نور کے منبر رکھیں گے۔ اور بچھونے بچھائے جائیں گے اور پھر ان کے سامنے رنگا رنگ کے کھانے اور پھل لائے جائیں گے مگر جنتی اپنی نعمتوں کے حاصل ہونے کے بعد بھی حیران ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے بندو تم حیران کیوں ہو؟ یہ جگہ حیران ہونے کی نہیں ہے، جنتی کہیں گے ہم اس لئے حیران ہیں کہ اس وقت تو ہمیں اپنے رب کریم کے دیکھنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ ملائکہ کو حکم دیں گے تمام پردے اٹھا دو، فرشتے کہیں گے، اے ہمارے رب یہ لوگ تجھکو کس طرح دیکھیں گے۔ حالانکہ دنیا میں یہ نافرمانیاں اور گناہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تم پردوں کو اٹھا دو، یہ لوگ دنیا میں میرے دیدار کے لئے ذکر کیا کرتے تھے، سجدے کیا کرتے تھے اور رویا کرتے تھے۔ پھر تمام پردے اٹھائے جائیں گے اور ایماندار اللہ کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جائیں گے اللہ تعالےٰ فرمائے گا اپنے سروں کو اٹھاؤ، یہ جگہ عمل کی نہیں بلکہ کرامت اور عزت کی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کے سامنے بلا کیف جلوہ گر ہوگا اور بندوں کو خوش ہو کر کہے گا:-
سلام علیکم عبادی فقد رضیت عنکم فهل رضیتم عنی، اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم پر راضی ہوں کیا تم بھی مجھ پر راضی ہو؟
بندے کہیں گے بھلا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے وہ وہ چیزیں دی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل پر ان کا گزر نہیں ہوا۔ اسی کے متعلق ہے قول اللہ تعالےٰ کا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ ۲۔ سلام قولا من رب الرحیم مہربان رب کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا۔

تیسرا باب صبر اور مرض میں

جو کوئی چاہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے نجات پائے اور اس کے ثواب اور رحمت کو حاصل کرے اور جنت میں داخل ہو۔ اس کو چاہے کہ وہ اپنے نفس کو شہوتِ دنیا سے روکے اور اس کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔
واللہ یحب الصابرین اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صبر کی کئی قسمیں ہیں :۔ صبر اللہ کی طاعت پر ، صبر اس کے محارم سے ، صبر مصیبت پر اور پہلے صدمہ کے وقت ۔ تو جو کوئی اللہ کی طاعت پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنت میں تین سو درجہ دیگا ۔ ہر درجہ کی بلندی زمین و آسمان کی درمیانی مسافت کے مطابق ہوگی ۔ اور جو کوئی اللہ کے محارم سے صبر کرے اللہ اس کو قیامت کے دن چھ سو درجہ عطا کرے گا ، کہ ہر درجہ کی بلندی ساتوں آسمانوں سے لے کر ساتوں زمینوں تک جو مسافت ہے اس کے برابر ہوگی ۔ جو کوئی مصیبت پر صبر کرے ۔ اللہ تعالے اس کو قیامت کے دن جنت میں سات سو درجے عطا کرے گا ۔ ان میں سے ہر ایک درجہ اتنا بڑا ہوگا کہ عرش بریں سے تحت الثریٰ تک جو مسافت ہے ، اس کے برابر ہوگا ۔

حکایت :۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو یہودیوں نے جب تنگ کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے تو وہ ان سے بھاگ گئے یہودیوں نے آپ کا تعاقب کیا ۔ جب یہودی آپ کے قریب آگئے تو ایک درخت سے جو ان کے سامنے تھا ، التجا کی کہ تو مجھ کو اپنے اندر داخل کرلے ۔ وہ درخت پھٹ گیا اور آپ اس میں داخل ہوگئے ۔ پھر وہ اوپر سے مل گیا ۔ شیطان نے یہودیوں کو کہا کہ وہ آرا چلائیں اور اس درخت کو اوپر سے دو حصوں میں چیریں ، تاکہ زکریا اس کے اندر ہی دو ٹکڑے ہو کر چِر جائے ۔ انہوں نے ابلیس کی بات کو مانا اور ایسے ہی کیا ۔ جیسے اس نے کہا تھا ۔ یہ مصیبت زکریا کو اس لئے پہنچی کہ اس نے اللہ سے اپنے بچاؤ کی التجا نہ کی ۔ اس کے غیر سے پناہ ڈھونڈی ، اس بات نے اس کے نفس کی ہلاکت کو پیدا کر دیا ۔ اور وہ آرے سے دو ٹکڑوں میں چر گئے ۔ جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جس پر کوئی مصیبت نازل ہو اور مجھ سے اپنی جان کی حفاظت اور پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ نہ دوں ، اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے سوال کرے ۔ اور میں اس کی اجابت نہ کروں ، اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے دعا مانگے ۔ اور نہیں کوئی بندہ کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ میرے سوا مخلوق سے پناہ مانگے اور میں اس پر آسمان کے دروازوں کو بند نہ کردوں ۔ جب آرہ زکریا علیہ السلام کے دماغ تک پہنچا تو چلائے ، آپ کو کہا گیا ، اللہ تعالے فرماتا ہے تو مصیبت پر کیوں صبر نہیں کرتا اور کیوں آہ کرتا ہے اگر تو نے دوسری مرتبہ آہ کی تو یاد رکھ تیرا نام انبیاء کے رجسٹر سے کاٹ دوں گا ۔ یہ عتاب سن کر زکریا نے اپنے ہونٹوں کو زور سے بند کر لیا ۔ اور صبر کیا ، یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا ۔"

عاقل پر واجب ہے کہ مصیبت پر صبر کرے اور شکایت نہ کرے تاکہ دنیا اور آخرت کے

عذاب سے خلاصی پائے۔ اس لئے کہ نبیوں اور ولیوں پر جس قدر سخت بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں کسی پر نازل نہیں ہوئیں۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مصیبت عارفوں کا چراغ، مریدوں کی بیداری، ایمانداروں کی اصلاح اور غافلوں کی ہلاکت ہے۔ جب تک کوئی مصیبت میں مبتلا ہو کر صبر نہ کرے اور اس پر راضی نہ ہو، تب تک وہ ایمان کی حلاوت اور لذت سے شاد کام نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو کوئی ایک رات بیمار رہا اور اس نے صبر کیا اور راضی رہا وہ گناہوں سے نکل گیا مانند اس دن کے کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ پس جب تم بیمار ہو تو تندرستی کی تمنا نہ کرو۔ ضحاک نے کہا جس کسی پر چالیس دن اس طرح گزر جائیں کہ وہ ایک رات بھی مصیبت میں یا غم میں یا بلا میں مبتلا نہیں رہا تو اس کے لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی بھلائی نہیں ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے تو بائیں جانب والے فرشتے کو کہتا ہے اس بندے سے قلم کو اُٹھا لے (یعنی اس کا گناہ نہ لکھ) اور دائیں جانب والے کو فرماتا ہے میرے بندے کے لئے ہر نیک کام جو وہ تندرستی میں کرتا تھا، لکھتا رہ، حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ وہ دیکھیں میرا بندہ اس حالت میں کیا کہتا ہے پس اگر وہ کہے الحمدللہ تو اس کو اللہ کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے سے ہی سب کچھ جانتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے لئے مجھ پر یہ ہے کہ اگر میں اس کو وفات دوں تو اس کو جنت میں داخل کروں، اور اگر اس کو شفا دوں تو اس کے گوشت کو نیک گوشت سے اور اس کے خون کو نیک خون سے بدل دوں اور اس سے گناہوں کو اتار دوں۔

حکایت:۔ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک فاسق مرد تھا جو کبھی بھی فسق سے باز نہیں آتا تھا یہاں تک کہ شہر کے لوگ اس سے تنگ اور عاجز آ گئے انہوں نے اللہ تعالےٰ کے آگے زاری کی اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکردار شخص ہے اس کو شہر سے باہر نکال دو، تاکہ اس کے سبب سے شہر والوں پر کہیں عذاب نہ نازل ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس فاسق کو نکال دیا اور وہ ایک گاؤں میں چلا گیا، پھر حکم ہوا کہ اس کو وہاں سے بھی نکال دو، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو وہاں سے بھی نکال دیا۔

Regd. No. L. 7478 FEBRUARY 1964

The Monthly

ANWAR-UL-SOOFIA